Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

مسئلہ ۵۱- جاہل کہتے ہیں کہ عورت مرجاوے تو اسکا خاوند جنازے کا پایا بھی نہ پکڑے یہ بالکل غلط ہے بلکہ اگر وہ محرم بھی ہو تو کچھ ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۲- اگر عورت مرجاوے اور اسکے پیٹ میں بچہ زندہ معلوم ہو تو اسکا پیٹ چاک کرکے نکال لینا چاہیئے۔ایک جاہل گاؤں نے ایسی جہالت کی کہ اس عورت کے نہلاتے وقت بچہ پیدا ہونے کی نشانیاں معلوم ہوئیں تو عورتوں نے کہا جلدی کرو نہ معلوم کیا ہوجاوے گا غرض اسکو جلدی جلدی کفنا کر لے گئے جب قبر میں رکھا تو کفن کے اندر بچے کے گرنے کی حرکت معلوم ہوئی۔افسوس ہے کہ کسی نے کفن کھول کر بھی نہ دیکھا فوراً قبر پر تختے رکھ کر مٹی ڈالدی افسوس ہے عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی کیسی جہالت آگئی ہے یہ ساری خرابی دین کا علم نہ ہونے کی ہے۔

مسئلہ ۵۳- یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ اگر خاوند نامرد ہو تو اس سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا اور بیوی اس سے پردہ کرے یہ بالکل غلط بات ہے۔

مسئلہ ۵۴- فال نکالنا، نام نکالنا جاہے بدھنی پر ہو چاہے جوتی پر یا اور کسی طرح بہت گناہ ہے۔

مسئلہ ۵۵- عورتوں میں السلام علیکم کہنے کا اور مصافحہ کرنے کا رواج نہیں ہے یہ دونوں باتیں ثواب کی ہیں ان کو پھیلانا چاہیئے۔

مسئلہ ۵۶- جہاں مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی بے حکم مت دو۔

مسئلہ ۵۷- بعضے جاہلوں کا دستور ہے کہ جس روز گھر سے بونے کے واسطے اناج نکلتا ہے اس روز دانے نہیں بھنواتے ایسا اعتقاد بالکل گناہ ہے چھوڑنا چاہیئے۔

اضافہ از جانب مولوی محمد رشید صاحب مدرس جامع العلوم کان پور

مسئلہ ۱- ہر جانور کا پتہ اسکے پیشاب کے برابر ناپاک ہے اور جو گالی میں جو نکلتا ہے وہ اسکے پاخانہ کے برابر ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲- قرآن مجید اور سیپارے جب ایسے بوسیدہ ہوجائیں کہ ان میں پڑھا نہ جاسکے یا اس قدر زیادہ غلط لکھے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو پیروں تلے نہ آوے اور اس طرح دفن کرے کہ اسکے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو بغلی قبر کی طرح کھود کر بغل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ وغیرہ رکھ کر مٹی ڈال دے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ

نیک بیبیاں فرماں بردار ہیں خیال رکھنے والی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے

لڑکیوں اور عورتوں کو

اس آیت کے مضمون پر عمل کرنیکا طریقہ بتلانے کے لیے یہ رسالہ مسمّٰی بہ

اشرفی عکسی اصلی بہشتی زیور مکمّل

حصہ ششم ۶

اور اس کے مجموعہ حصص میں مستورات کی تمام ضروریات، عقائد و مسائل اخلاق و ادب، معاشرت اور تربیتِ اولاد وغیرہ مذکور ہیں

مصنفہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

جسیم بکڈپو

۴۰۱، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

تاج بہشتی زیور کا چھٹا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسوم کے بیان میں

بُری رسموں کا بیان اور اُن میں کئی باب ہیں

پہلا باب اُن رسموں کے بیان میں جن کو کرنے والے بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر ہلکا جانتے ہیں اس میں کئی باتوں کا بیان ہے، بیاہ شادی میں ناچ باجے کا ہونا، آتش بازی چھوڑنا، بچوں کی باہجی رکھنا، تصویر رکھنا، کتا پالنا، ہم ہر ایک رسم کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

ناچ کا بیان

شادیوں میں دو طرح پر ناچ ہوتا ہے، ایک تو رنڈی وغیرہ کا ناچ جو مردانے میں کرایا جاتا ہے، دُوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی، میراسن وغیرہ ناچتی ہے اور کُولا کُمر وغیرہ مٹکا مٹکا کر تماشا کرتی ہے یہ دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب مرد دیکھتے ہیں یہ آنکھ کا زنا ہے۔ اسکے بولنے اور گانے کی آواز سُنتے ہیں یہ کان کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے۔ اسکی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے یہ دل کا زنا ہے۔ جو زیادہ بے حیا ہیں اسکو ہاتھ بھی لگاتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ اسکی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعضے بدکاری بھی کرتے ہیں یہ تو اصل زنا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون صاف صاف آگیا ہے کہ جس طرح بدکاری زنا ہے اسی طرح آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، پاؤں سے چلنا وغیرہ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے۔ پھر گناہ کو کھلّم کھلّا کرنا شریعت میں اور بھی بُرا ہے حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کبھی کسی قوم میں بیحیائی اور فحش اتنا پھیل جائے کہ لوگ کھلّم کھلّا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑتی ہیں کہ انکے بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اب سمجھو کہ جب یہ ناچ ایسی بُری چیز ہے تو بعضے آدمی جو شادی کے موقع پر اسکا سامان کرتے ہیں یا دُوسری طرف والوں پر تقاضا کرتے ہیں یہ لوگ کس قدر گنہگار ہوتے ہیں بلکہ یہ محفل کرنے والا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بُلاتا ہے جس قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے وہ سب ملا کر اُس اکیلے کو اتنا ہی گناہ ہوگا مثلاً

فرض کرو کہ مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر ہر آدمی کو ہوا وہ سب اس اکیلے کو ہوا یعنی مجلس کرنے والے کو پُورے سو آدمیوں کا گناہ ہوا بلکہ اسکی دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کرے گا اُس کا گناہ بھی اسکو ہو گا بلکہ اسکے مرنے کے بعد بھی جب تک اسکا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اُسوقت تک برابر اسکے نامۂ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا۔ پھر اس مجلس میں باجہ گاجہ بھی بے دھڑک بجایا جاتا ہے جیسے طبلہ سارنگی وغیرہ یہ بھی ایک گناہ ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جسکے مٹانے کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں اسکے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانا۔ اور دُنیا کا نقصان اس میں عورتوں کیلئے یہ ہے کہ بعض دفعہ اُن کے شوہر کی یا دولہا کی طبیعت ناچنے والی پر آجاتی ہے اور اپنی بی بی سے دل ہٹ جاتا ہے یہ ساری عمر روتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ اس کو ناموری اور آبرو کا سبب جانتی ہیں اور اسکے نہ ہونے کو ذلت اور شادی کی بے رونقی جانتی ہیں۔ اور گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نہ کرنے کو بے عزتی سمجھنا اس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے تو دیکھو یہ کتنا بڑا گناہ ہوا۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی والا نہیں مانتا بہت مجبور کرتا ہے ان سے پُوچھنا چاہیئے کہ لڑکی والا اگر یہ زور ڈالے کہ پشواز پہن کر تم خود ناچو، تو کیا لڑکی لینے کے واسطے تم ناچو گے، یا غصہ میں درہم برہم ہو کر مرنے مارنے کو تیار ہو جاؤ گے اور لڑکی نہ ملنے کی کچھ پرواہ نہ کرو گے۔ پس مسلمان کا فرض ہے کہ شریعت نے جس کو حرام کیا ہے اس سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہیئے جتنی اپنی طبیعت کے خلاف کاموں سے ہوتی ہے، تو جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی اسی طرح خلاف شرع کاموں میں صاف جواب دے دینا چاہیئے کہ چاہے شادی کرو یا نہ کرو ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ اسی طرح اُس میں شریک بھی نہ ہونا چاہیئے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اب رہ گیا وہ ناچ جو عورتوں میں ہوتا ہے اسکو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے خواہ اُس میں ڈھول وغیرہ کسی قسم کا باجہ ہو یا نہ ہو ہر طرح ناجائز ہے۔ کتابوں میں بندروں کے ناچ تماشہ تک کو منع لکھا ہے تو آدمیوں کا نچانا کس طرح بُرا نہ ہو گا۔ پھر یہ کہ کبھی گھر کے مردوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور اس میں وہی خرابیاں ہوتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا۔ کبھی یہ ناچنے والی گاتی بھی ہے اور گھر سے باہر مردوں کے کان میں آواز پہنچتی ہے۔ جب مردوں کو عورت کا گانا سُننا گناہ ہے تو جو عورت اس گناہ کی باعث بنی وہ بھی گنہگار ہو گی۔ بعض عورتیں اس ناچنے والی کے سر پر ٹوپی رکھ دیتی ہیں اور مردوں کی شکل اور وضع بنانا عورتوں کو حرام ہے تو اس گناہ کی تجویز کرنے والی بھی گنہگار ہو گی۔ اور اگر باجہ بھی اسکے ساتھ ہو تو باجہ کی بُرائی ابھی ہم لکھ چکے ہیں اسی طرح گانا چونکہ اکثر گانے والی جوان، خوش آواز، عشقیہ مضمون یاد رکھنے والی لائی جاتی ہے اور اکثر اسکی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے اور اس گناہ کا سبب گھر کی عورتیں ہوتی ہیں اور کبھی کبھی ایسے مضمونوں کے شعروں سے بعضی عورتوں کے دل بھی خراب ہو جاتے ہیں پھر رات بھر یہ شغل رہتا ہے۔ بہت عورتوں کے دل

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

کی نمازیں صبح کی غارت ہو جاتی ہیں اسلئے یہ بھی منع ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آجکل ہوا کرتا ہے سب گناہ ہے۔

کُتّا پالنے اور تصویروں کے رکھنے کا بیان

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے رحمت کے جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو۔ اور فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالٰے کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بجز ان تین غرضوں کے کسی اور طرح کُتّا پالے یعنی مواشی کی حفاظت، کھیت کی حفاظت اور شکار کے سوائے اور کسی فائدہ کے لئے کُتّا پالے، اسکے ثواب میں سے ہر روز ایک ایک قیراط گھٹتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ میاں کے یہاں کا قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان حدیثوں سے تصویر بنانا، تصویر رکھنا، کُتّا پالنا سب کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ان باتوں سے بہت بچنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعضی لڑکیاں یا عورتیں جو تصویر دار گڑیاں بناتی ہیں یا ایسی گڑیاں بازار سے منگاتی ہیں اور کھلونے مٹی کے یا مٹھائی کے بچوں کے لئے منگلواتی ہیں یہ سب منع ہیں۔ اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہیئے اور ایسے کھلونے توڑ دینا چاہئیں اور ایسی گڑیاں جلا دینی چاہئیں اسی طرح بعضے لڑکے کتوں کے بچے پالا کرتے ہیں ماں باپ کو چاہیئے کہ اُن کو روکیں نہ مانیں تو سختی کریں۔

آتشبازی کا بیان

شب برات میں یا شادی میں انار پٹاخے یا اور آتشبازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں اول مال فضول برباد جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مال کے فضول اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اڑانے والوں کو اللہ تعالٰے نہیں چاہتے یعنی اُن سے بیزار ہیں دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں بُرا ہے تیسرے لکھے ہوئے کاغذ آتشبازی کے کام میں لاتے ہیں، خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں اسطرح کے کاموں میں انکو لانا منع ہے، بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا بزرگوں کے نام لکھے ہوتے ہیں بتلاؤ تو سہی انکے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے نہ دو۔

شطرنج، تاش، گنجفہ، چوسر، کنکوے (یعنی پتنگ) وغیرہ کا بیان

حدیثوں میں شطرنج کی بہت ممانعت آئی ہے اور تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ بھی مثل شطرنج کے ہیں اس لئے

سب منع ہیں اور پھر ان میں دل اسقدر لگتا ہے کہ اُن کا کھیلنے والا کسی اور کام کا نہیں رہتا اور ایسے شخص کے دین اور دنیا کے بہت سے کاموں میں خلل پڑتا ہے۔ تو جو کام ایسا ہو وہ بُرا کیوں نہ ہوگا۔ یہی حال کنکوے کا سمجھو کہ یہی خرابیاں اس میں بھی ہیں۔ بلکہ بعض لڑکے اسکے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے ہیں غرض تم کو خوب مضبوط رہنا چاہیئے اور ہرگز اپنے بچوں کو ایسے کھیل مت کھیلنے دو، نہ ان کو پیسے دو۔

بچوں کی بابری رکھانے کا یعنی بیچ میں سے سر کھلوانے کا بیان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے۔ اور قزع کے معنی عربی میں یہ ہیں کہ کہیں سے سر منڈوالے اور کہیں سے چھوڑ دے۔

دُوسرا باب اُن رسموں کے بیان میں جن کو لوگ جائز سمجھتے ہیں

جتنی رسمیں دُنیا میں آنے کے وقت سے مرتے دم تک کی جاتی ہیں اُن میں سے اکثر بلکہ تمام رسمیں اسی قسم سے ہیں، جو بڑے بڑے سمجھدار اور عقلمند لوگوں میں طوفانِ عام کی طرح پھیل رہی ہیں جن کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کونسی بات ہے مرد اور عورتیں جمع ہوتی ہیں، کچھ کھانا پلانا ہوتا ہے کچھ دینا دلانا ہوتا ہے، کوئی ناچ نہیں رنگ نہیں، راگ باجہ نہیں پھر اس میں شرع کے خلاف ہونے کی کیا بات ہے جس سے روکا جائے۔ اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ عام دستور و رواج ہو جانے کی وجہ سے عقل پر پردے پڑ گئے اس لئے ان رسموں کے اندر جو خرابیاں اور باریک بُرائیاں ہیں وہاں تک عقل کو رسائی نہیں ہوتی جیسے کوئی نادان بچہ مٹھائی کا مزہ اور رنگ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور اس نقصان اور خرابیوں پر نظر نہیں کرتا جو اسکے کھانے سے پیدا ہونگی جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اسکو روکتے ہیں اور وہ بچہ ان خیر خواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے حالانکہ ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں وہ ایسی زیادہ باریک اور پوشیدہ بھی نہیں بلکہ ہر شخص ان رسموں کی وجہ سے پریشان اور تنگ ہے، اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اگر یہ رسمیں نہ ہوتیں تو بڑا اچھا ہوتا۔ لیکن دستور پڑ جانے کی وجہ سے خوشی خوشی کرتے ہیں اور کسی کی بھی ہمت نہیں کہ سب کو ایک دم سے چھوڑ دیں، بلکہ طرّہ یہ کہ سمجھاؤ تو اُلٹے ناخوش ہوتے ہیں غرضکہ ہم ہر ہر رسم کی خرابیاں تمہیں سمجھائے دیتے ہیں تاکہ ان خرافات کا گناہ ہونا سمجھ میں آجائے اور ہندوستان کی یہ بلا دور ہو کر کافور ہو جائے، ہر مسلمان مرد عورت کو لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے اور دل و جان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بالکل سادگی سے سیدھے

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

سادے طور پر کام ہوا کرتے تھے اسکے موافق اب پھر ہونے لگیں۔ جو بیبیاں اور جو مرد یہ کوشش کرینگے، اُنکو بڑا ثواب ملیگا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُنّت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی زندہ کر دیتا ہے اُسکو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ ساری رسمیں تمہارے ہی متعلق ہیں، اسلئے تم اگر ذرا بھی کوشش کروگی تو بڑی جلدی اثر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بچّہ پیدا ہونے کی رسموں کا بیان

۱۔ یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے پہلا بچّہ باپ ہی کے گھر ہونا چاہیئے جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے، حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے مزاج میں ایسا تغیر اور نکان ہو جاتا ہے کہ اُسکو اور بچے کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچّوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرضکہ دو جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے خصوصاً جبکہ اسکے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اسکے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا بدنامی ہوگی، نحوست کا عقیدہ تو بالکل ہی شرک ہے کیونکہ نفع نقصان پہنچانے والا فقط اللہ ہے تو جب کسی چیز کو منحوس سمجھا اور یہ جانا کہ اس سے نقصان ہوگا تو یہ شرک ہو گیا، اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹونا ٹوٹکا شرک ہے اور بدنامی کا اندیشہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر کا حرام ہونا صاف صاف قرآن مجید اور حدیث شریف میں مذکور ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ و ناموس ہی کی بدولت گلے کا ہار ہو گئی ہیں۔

۲۔ بعض جگہ پیدا ہونے سے پہلے چھاج یعنی سُوپ یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا پیسہ مشکل کُشا کے نام کا رکھا جاتا ہے۔ یہ کُھلا ہوا شرک ہے اور بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ جب عورت پہلے پہل حاملہ ہوتی ہے، کبھی پانچویں مہینے کبھی ساتویں اور مہینے کبھی نویں مہینے گود بھری جاتی ہے یعنی سات قسم کے میوے ایک پوٹلی میں باندھ کر حاملہ عورت کی گود میں رکھتی ہیں اور پنجیری اور گلگلے پکا کر رتجگا کرتی ہیں اور جس کا پہلا بچّہ ضائع ہو جاتا ہے اسکے لئے یہ رسم نہیں ہوتی، یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی اور شگون ہے جس کی بُرائی جا بجا پڑھ چکی ہو اور بعضی جگہ زچہ کے پاس تلوار یا چھُری حفاظت بلیات کے واسطے رکھتی ہیں یہ بھی محض ٹوٹکا اور شرک کی بات ہے۔

۳۔ پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ کُنبے کی عورتیں بطور نیوتے کے کچھ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں

دیتیں بلکہ ٹھیکرے میں ڈالتی ہیں، بھلا یہ دینے کا کونسا معقول طریقہ ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکری میں ڈالا جائے، اور اگر ٹھیکرے میں نہ ڈالیں ہاتھ ہی میں دیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والیوں کا مقصود اور نیت کیا ہے جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اُس وقت کی خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا، بطور انعام کے کچھ دے دیا۔ مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خوشی ہو نہ ہو، دل چاہے نہ چاہے، دینا ہی پڑتا ہے کُنبے کی بعض عورتیں نہایت مفلس اور غریب ہوتی ہیں اُن کو بھی بلاوے پر بلاوا بھیج کر بلایا جاتا ہے، اگر نہ جائیں تو تمام عمر شکایت رہے، اگر جائیں تو اتنی جوڑی کا انتظام کر کے لیجائیں، نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہو۔ غرض جاؤ اور جبراً قہراً دے کر آؤ۔ یہ کیسا اندھیر ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جاتا ہے، خوشی کی جگہ بعضوں کو تو پورا جبر گذرتا ہے۔ خود ہی انصاف کرو کہ یہ کیسا ہے اور اس طرح مال کا خرچ کرنا اور لینے والی کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا سبب بننا کہاں جائز ہے، کیونکہ دینے والی کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیکنامی ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے، قیامت میں اللہ تعالیٰ اسکو ذلت کا لباس پہنائینگے یعنی جو کپڑا خاص شہرت اور ناموری کے لئے پہنا جائے اُس پر یہ عذاب ہوگا تو معلوم ہوا کہ شہرت و ناموری کے لئے کوئی کام کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہینگے کہ فلانی نے اتنا دیا، ورنہ مطعون کرینگے، نام رکھیں گے کہ فلانی ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا، خالی خولی آ کے ٹھونٹھ ایسی بیٹھ گئی ایسے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی دینے والی کو تو یہ گناہ ہوئے، اب لینے والی کو سُنیئے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال بدون اُسکی دلی خوشی کے حلال نہیں، سو جب کسی نے جبراً کراہت سے دیا تو لینے والی کو لینے کا گناہ ہوا، اگر دینے والی کھاتی پیتی اور مالدار ہے اور اس پر جبر بھی نہیں گذرا مگر غرض تو اسکی بھی وہی شیخی اور فخر کرنا ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا جو فخر کے لئے کھانا کھلائیں غرضکہ ایسے کا کھانا کھانا یا اسکی چیز لینا بھی منع ہے۔ غرضکہ لینے والی بھی گناہ سے نہ بچی۔ اب گھر والوں کو دیکھو۔ وہی لوگ بُلا بُلا کر ان گناہوں کے سبب ہوئے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ غرضکہ اچھا نیوتا ہوا کہ سب کے گناہ میں نیوت دیا۔ اور اس نیوتے کی رسم میں جو اکثر تقریبوں میں ادا کی جاتی ہے ان خرابیوں کے سوا ایک اور بھی خرابی ہے وہ یہ کہ جو کچھ نیوتا آتا ہے وہ سب اپنے ذمّے قرض ہو جاتا ہے اور قرض کا بلا ضرورت لینا منع ہے۔ پھر قرض کا حکم یہ ہے کہ جب کبھی اپنے پاس ہو ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اسکے یہاں بھی جب کبھی کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص نیوتے کا بدلہ ایک ہی آدھ دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ کرے یہ دوسرا گناہ ہوا۔ اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو۔ نہ پاس ہو نہ دو جب ہوگا دے دیا جاوے گا یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض دام لے کر گروی رکھ کر ہزار فکر کر کے لاؤ اور ضرور دو پس

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

تینوں حکموں میں شریعت کی مخالفت ہوئی اسلئے نیوتے کی رسم جس کا آج کل دستور ہے جائز نہیں ہے نہ کسی کا کچھ لو اور نہ دو دیکھو تو کہ اسمیں خدا اور رسولؐ کی خوشنودی کے سوا راحت و آرام کتنی بڑی ہے۔ اسی طرح بچے کے کان میں اذان دینے کے بعد گڑیا بتاشے کی تقسیم کا پابند ہو جانا بالکل شرع کی حد سے نکلنا ہے۔

۴۔ پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈالکر سارے کنبے میں بچے کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اسکو اناج دیتی ہیں اسمیں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں اسلئے اسکو بھی چھوڑنا چاہیئے۔

۵۔ گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جن کو چھٹیس بھانبہ کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ خدمتگذار ہیں ان کو حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اپنے مقدور کا لحاظ رکھے یہ نہ کرے کہ خواہی نخواہی قرض لے چاہے سُودی ملے مگر قرض ضرور لیوے۔ اپنی زمین باغ کو بیچنا پڑے یا کچھ گروی رکھے۔ اگر ایسا کرے گی تو نام و نمود کی نیت ہونے یا بلا ضرورت قرض لینے اور سود دینے کی وجہ سے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر اور فخر کی نیت ہونے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگی۔ خیر یہ تو خدمتگذاروں کے نام میں گفتگو تھی بعضے وہ کمین ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ اُن سے کوئی ضرورت پڑے مگر قرضخواہوں سے بڑھ کر تقاضہ کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی ان کا دینا ضرور اس میں بھی جو جو خرابیاں اور جو جو گناہ دینے لینے والوں کے حق میں ہیں اُن کا بیان اُوپر آچکا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر جب اُن کا کوئی حق نہیں تو اُن کو دینا محض احسان اور انعام ہے اور احسان میں ایسی زبردستی کرنا حرام ہے کہ جی چاہے نہ چاہے بدنامی کے خیال سے دینا ہی پڑے اور اس رسم کو جاری رکھنے میں اس حرام بات کو قوت ہوتی ہے اور حرام بات کو قوت دینا اور رواج دینا بھی حرام ہے اسکو بھی بالکل روکنا چاہیئے۔

۶۔ پھر دھیانیوں کو دودھ دھلائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبراً قہراً دینا۔ اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سرخروئی کے لئے دینا یہ سب خرابیاں موجود ہیں اور چونکہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اسلئے اس میں جو کافروں کی مشابہت ہے وہ جدا اسلئے یہ بھی جائز نہیں غرضیکہ یہ عام قاعدہ سمجھ لو کہ جو رسم اتنی ضروری ہو جائے کہ خواہی نخواہی جبراً قہراً کرنا پڑے اور نہ دینے میں ننگ و ناموس کا خیال ہو یا محض اپنی بڑائی اور فخر کی راہ سے کی جاوے وہ بات حرام ہے اتنی بات سمجھ لینے سے بہت سی باتیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔

۷۔ اچھوانی پھر گوند پنجیری سارے کنبے اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے اس میں بھی وہی نام و نمود وغیرہ خراب نیت اور نماز روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے اور پنجیری میں تو اناج کی ایسی بیقدری ہوتی ہے کہ الہٰی توبہ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی پھر بھلا اناج کی ایسی بے قدری کہاں جائز ہے۔

۸۔ پھر نائی خط لے کر بہو کے میکے یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اسکو انعام دیا جاتا ہے خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعے نکل سکے اسکے لئے ایک خاص آدمی کا جانا کونسی عقل کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے فرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضرور۔ اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اسلئے یہ بھی جائز نہیں۔

۹۔ سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا دانہ کھاتی ہیں اور رات کو کنبے یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی چخ لگانے کی کیا وجہ۔ دو قدم پر تو گھر مگر کھانا یہاں کھائیں یہاں وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ اُن کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہیں اسکے منع ہونے کے لئے کافی ہیں۔ اسی طرح دودھ چاول کی تقسیم یہ بھی محض لغو ہے۔ ایک بچے کے ساتھ تمام بڑے بوڑھوں کو بھی دودھ پتیا بنانا کیا ضرور ہے۔ پھر اس میں بھی نماز روزے سے زیادہ پابندی اور ناموری اور نہ کرنے سے ننگ و ناموس کا زہر ملا ہوا ہے اسلئے یہ بھی درست نہیں۔

۱۰۔ اس سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابند نماز بھی بے پروائی کر جاتی ہیں حالانکہ شرع سے یہ حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کرلے، اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی وہ ایمان سے نکل گیا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسا شخص فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔

۱۱۔ پھر باپ کے گھر سے سسرال آنے کے لئے چھوچھک تیار ہوتی ہے جسمیں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لئے پنجیری اور لڑکی کے لئے زیور برتن جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جب بہو چھوچھک لیکر سسرال میں آتی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں ان سب باتوں میں جو اتنی پابندی ہے کہ فرض و واجب سے بڑھ کر سمجھی جاتی ہے اور وہی نام و نمود و ناموری کی نیت جو کچھ ہے سب ظاہر ہے بھلا جس میں تکبر اور فخر وغیرہ اتنی خرابیاں ہوں وہ کیسے جائز ہوگی۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ بچہ کی ننھیال سے کچھ کھچڑی، مرغی اور بکری اور کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام کو آتے ہیں اس میں بھی وہی ناموری اور خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے اسلئے یہ بھی منع ہے۔

۱۲۔ زچہ کے کپڑے بچھونا جوتیاں وغیرہ سب دائی کا حق سمجھا جاتا ہے بعض وقت اس پابندی کی وجہ سے تکلیف بھی اُٹھانی پڑتی ہے کوئی پرانی جوتی گھستی سٹر سٹر کرتی رہو۔ اچھا آرام کا بچھونا کیسے بچھے کہ چار دن میں چھن جائے گا اسمیں بھی وہی خرابیاں جو بیان ہوئیں موجود ہیں۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۱۳- زچہ کو بالکل نجس اور اچھوت سمجھنا، اس سے الگ بیٹھنا اسکا جھوٹا کھا لینا ترک کیا یعنی جس برتن کو چھو لیوے اس میں بے دھوئے یا بغیر مانجھے پانی نہ پینا غرضکہ بالکل بھنگن کی طرح سمجھنا یہ بھی محض لغو اور بیہودہ ہے۔

۱۴- یہ بھی ایک دستور ہے کہ پاک ہونے تک یا کم از کم چھٹی نہانے تک زچہ کے شوہر کو اسکے پاس نہیں آنے دیتیں بلکہ اگر عیب اور نہایت برا سمجھتی ہیں اس پابندی کی وجہ سے بعض وقت بہت دقت اور حرج ہوتا ہے کہ کیسی ہی ضرورت ہو مگر کیا مجال جو وہاں تک رسائی ہو جائے یہ کونسی عقل کی بات ہے کبھی کوئی ضروری بات کہنے کی ہوتی، اور کسی اور سے کہنے کے قابل نہ ہوتی یا کچھ کام نہ سہی تب بھی شاید اس کا دل اپنے بچے کو دیکھنے کے لئے چاہتا ہو، سارا جہان تو دیکھے مگر وہ نہ دیکھنے پائے یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اچھے صاحبزادے تشریف لائے کہ میاں بیوی میں جدائی پڑ گئی اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔

۱۵- بعضی جگہ بچے کو چھاج یعنی سوپ میں بٹھاتی ہیں یا زندگی کے لئے کسی ٹوکری میں رکھ کر گھسیٹتی ہیں۔ یہ تو بالکل ہی شگون ناجائز ہے۔

۱۶- بعضی جگہ چھٹی کے دن تارے دکھائے جاتے ہیں یعنی زچہ کو نہلا کر عمدہ قیمتی لباس پہنا کر آنکھیں بند کرکے رات کو صحن مکان میں لاتی ہیں اور کسی تخت پر کھڑا کرکے آنکھیں کھول دیتی ہیں کہ اول نگاہ آسمان کے ستاروں پر پڑے کسی اور کو نہ دیکھے یہ بھی محض خرافات اور بیہودہ رسمیں ہیں۔ بھلا خواہ مخواہ اچھے خاصے آدمی کو اندھا بنا دینا کیسی بے عقلی ہے اور شگون لینے کا جو گناہ ہے وہ الگ اور بعضی جگہ تارے گنوانے کے بعد زچہ کو مع سات سہاگنوں کے بھات کھلایا جاتا ہے جس میں ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے تاکہ کوئی کھانا بچہ کو نقصان نہ کرے یہ بھی منع ہے۔

۱۷- چھٹی کے دن لڑکی والے زچہ کے شوہر کو ایک جوڑا کپڑا دیتے ہیں اسمیں بھی اس قدر پابندی کر لینا جس کا منع ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے برا ہے۔

۱۸- زچہ کے تین مرتبہ نہلانے کو ضروری جانتی ہیں۔ چھٹی کے دن اور چھوٹا چلہ اور بڑا چلہ، شریعت سے تو صرف یہ حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہا لیوے چاہے پورے چالیس دن پر خون بند ہو جائے چاہے دو ہی چار دن میں بند ہو جائے اور یہاں یہ تینوں غسل واجب سمجھے جاتے ہیں۔ یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہوا یا نہیں۔ بعضے لوگ یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ بغیر نہلائے ہوئے طبیعت گھن کیا کرتی ہے اسلئے زچہ کو نہلا دیتی ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل چھوٹ جائے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ عذر بالکل غلط ہے۔ اگر صرف یہی وجہ ہے تو زچہ کا جب دل چاہے نہا لیوے یہ وقتوں کی پابندی کیسی کہ پانچویں ہی دن ہو اور پھر دسویں یا پندرھویں ہی دن ہو اسکے کیا معنی۔ اب تو محض رسم ہی رسم ہے کوئی بھی وجہ نہیں۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب اس کا دل چاہتا ہے اسوقت نہیں نہلاتیں، یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ

اور بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر طرہ یہ ہے کہ جب نفاس بند ہوتا ہے اس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں۔ جب تک نہلانے کا وقت نہ ہو خود تبلاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یہ باتیں سنت ہیں کہ اسکو نہلا دھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہہ دی جائے اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوارہ چبوا کر اسکے تالو میں لگا دیا جائے اسکے سوا باقی سب رسمیں اور اذان دینے والے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کیساتھ یہ سب فضول اور خلاف عقل اور منع ہیں

عقیقے کی رسموں کا بیان

اس روز لڑکے کے لئے دو بکرے یا دو بکری اور لڑکی کے لئے ایک ذبح کرنا اور اسکا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کرکے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران سر میں لگا دینا بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں باقی جو فضولیات اسمیں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

۱- برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ میں جسکے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقد ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ اس گھر والے کے ذمے قرض سمجھا جاتا ہے کہ ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے اسکی خرابیاں تم اوپر سمجھ چکی ہو۔

۲- دھیانیاں یعنی بہن وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو سچ پوچھو تو ناحق ہی لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا، کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گذرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی لوگ مطعون کرینگے مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے اسی کو ریا و نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود کے لئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا جس سے تکلیف پہنچے کونسی عقل کی بات ہے۔ اسی طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام و احسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو، بدنام ہو، خاندان بھر میں نکو بنے، اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف صاف موجود ہے۔

۳- پنجیری کی تقسیم کا فضیحتہ یہاں بھی ہوتا ہے جس کا خلاف عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا اور شہرت اور نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے۔

۴- ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں کبھی گنجائش نہ ہونیکی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعضی جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۵ - ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر اُسترہ رکھا جائے فوراً اُسی وقت بکرا ذبح ہو یہ بھی محض لغو ہے شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب درست ہے غرضکہ اُس دن یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔

۶ - سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے۔ چاہے دو یا نہ دو، دونوں اختیار ہیں پھر اپنی من گھڑت مجوزہ شریعت بنانے سے کیا فائدہ۔ ران نہ دو اُسکی جگہ گوشت دے دو تو اس میں کیا نقصان ہے۔

۷ - بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو بُرا جانتے ہیں، دفن کر دینے کو ضروری جانتے ہیں یہ بھی محض بے اصل بات ہے یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہے کہ کنبے میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہونا فرض و واجب کے ناغہ سے بڑھ کر بُرا اور عیب سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کھیر چٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینے بچہ کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز سے غذا شروع ہوتی ہے یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی بُرائی معلوم کر چکی ہو۔ اسی طرح وہ رسم جس کا دودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے۔ مبارکباد کے لئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نخواہی ان کی دعوت ضروری ہونا، کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض جگہ کھجوروں کے ساتھ ایک اور طرہ ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بعدد طاق کھجوریں رکھ کر لڑکے کے ہاتھ سے اُٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا جتنے کھجوریں اُٹھائے گا اتنے ہی دن ضد کرے گا۔ اس میں بھی شگون اور علم غیب کا دعوٰی ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور ناڑے میں ایک چھلا باندھنا خواہ مخواہ کی پابندی ہے۔ اسی طرح بیسل کا کونڈا یعنی جب لڑکے کے سبزہ آغاز ہوتا ہے تب موچھوں میں روپے سے صندل لگایا جاتا ہے اور سوئیاں پکاتی ہیں تاکہ سوئیوں کی طرح لمبے لمبے بال ہو جائیں یہ سب شگون ہے جس کی بُرائی جان چکی ہو۔

ختنہ کی رسموں کا بیان

اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکال لی ہیں جو بالکل خلافِ عقل اور لغو ہیں۔

۱ - لوگوں کو آدمی اور خط بھیجکر بُلانا اور جمع کرنا یہ سنّت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کو کسی نے ختنہ میں بُلایا، آپنے تشریف لے جانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ نہ تو کبھی ختنہ میں جاتے تھے نہ ہم اسکے لئے بلائے جاتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اسکے لئے لوگوں کو جمع کرنا بُلانا سنّت کے خلاف ہے اس میں بہت سی رسمیں آ گئیں جن کے لئے بڑے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔

۲ - بعض جگہ ان رسموں کی بدولت ختنہ میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ لڑکا سیانا ہو جاتا ہے۔ جسمیں اتنی دیر ہو جانے کے سوا یہ بھی خرابی ہوتی ہے کہ سب لوگ اُس کا بدن دیکھتے ہیں حالانکہ بجز ختنہ کرنے والے کے اوروں کو اُسکا بدن دیکھنا حرام ہے اور یہ گناہ اس بلانے ہی کی بدولت ہوا۔

۳ - کٹورے میں نیوتہ پڑنے کا یہاں بھی وہی قضیہ ہے جسکی خرابیاں مذکور ہو چکیں۔

۴ - بچے کے ننھیال سے کچھ نقد اور کپڑے لائے جاتے ہیں جسکو عرف عام میں بھات کہتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہو کہ ہندوؤں کے ہندو باپ کے مر جانے پر اسکے مال میں سے لڑکیوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے۔ جاہل مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی یہی تیرہ اختیار کر لیا اور اچھا ان کی دیکھا دیکھی نہ سہی ہم نے مانا کہ یہ رسم خود ہی نکلی تب بھی ہے تو بُری ہی جس حقدار کا حق اللہ و رسول نے مقرر فرمایا ہے اسکو نہ دینا اور خود دبا بیٹھنا کہاں درست ہے غرضکہ جب لڑکی کو میراث سے محروم رکھا تو اسکی تسلی کے لئے یہ تجویز کیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں اسکو کچھ دے دیا جائے اس طرح دے کر اپنے من سمجھوتی کر لی کہ ہمارے ذمے اب اس کا کچھ حق نہیں رہا۔ غرضکہ اس رسم کے نکالنے کی وجہ یا تو کافروں کی پیروی ہے یا ظلم اور یہ دونوں حرام ہیں۔ دو خرابیاں تو یہ ہوئیں تیسری خرابی وہی بیحد پابندی کہ ننھیال والوں کے پاس چاہے ہو چاہے نہ ہو۔ ہزار جتن کرو سودی قرض لو، کوئی چیز گروی رکھو جس میں آجکل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا نقد سود تو نہیں دینا پڑا لیکن جو جائیداد رہن رکھی ہے اس کی پیداوار وہی لیوے گا جس کے پاس رہن رکھی، یہ بھی سود ہے، اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ غرض کچھ ہو مگر یہاں سامان ضرور ہو۔ خود ہی بتلاؤ جب ایک غیر ضروری بلکہ گناہ کا اس زور شور سے اہتمام ہوا کہ فرض و واجب کا بھی اتنا اہتمام نہیں ہوتا تو شریعت سے باہر قدم رکھنا ہوا یا نہیں۔ چوتھی خرابی وہی شہرت اور بڑائی، ناموری، فخر جن کا حرام ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا تو عبادت اور ثواب ہے پھر اس میں گناہ کیوں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر سلوک اور احسان منظور ہوتا تو بغیر پابندی کے جب اپنے میں وسعت ہوتی اور انکو حاجت ہوتی دیدیا کرتے یہاں تو عزیزوں پر فاقے گذر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ رسمیں کرتے وقت نام و نمود کے لئے سلوک و احسان نام رکھ لیا۔

۵ - بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنہ میں یا غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ناچ رنگ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کا ناجائز ہونا اوپر لکھا گیا اور اسکی خرابیاں اور برائیاں اللہ نے چاہا تو آگے بیان کی جائیں گی۔ غرض ان ساری خرافات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہیئے جب بچے میں برداشت کی قوت دیکھیں چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیں۔ جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود اور طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو تو دو چار یار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلائے۔ اللہ اللہ خیر صلاح لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان

اُن رسموں میں سے ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے ۔ اسمیں یہ خرابیاں ہیں:

۱۔ چار برس چار مہینے چار دن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کر لیا ہے جو محض بے اصل اور لغو ہے پھر اسکی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ جو کچھ ہو اسکے خلاف نہ ہونے پائے ۔ اور اَن پڑھ لوگ تو اسکو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جسکی وجہ سے عقیدہ میں خرابی اور شریعت کے حکم میں ایک پیچ لگانا لازم آتا ہے ۔

۲۔ دوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بیحد پابندی کہ جہاں سے بنے جبراً قہراً ضرور کرو، نہ کرو تو بدنام ہو، انکو بُرا جس کا بیان اُوپر آچکا ہے ۔ پھر شہرت اور نمود اور لوگوں کے دکھانے اور واہ واہ سُننے کے لئے کرنا یہ الگ رہا ۔

۳۔ بعض مقدور والے چاندی کے قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھ کر بچے کو اسمیں پڑھواتے ہیں ۔ چاندی کی چیز کا برتنا اور کام میں لانا حرام ہے اس لئے اس میں لکھوانا بھی حرام ہوا اور اس میں پڑھوانا بھی ۔

۴۔ بعض لوگ بچے کو اسوقت خلاف شرع لباس پہناتے ہیں ریشمی یا زری یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا یہ بھی گناہ ہے ۔

۵۔ کمینوں اور دھیانیوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جس کی بُرائی اُوپر بیان ہو چکی ۔ یہ بھی موقوف کرنے کے قابل ہے ۔ جب لڑکا بولنے لگے اسکو کلمہ سکھاؤ پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت میں لیجا کر بسم اللہ کہلادو ۔ اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے بلا پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیر خیرات کر دو، لوگوں کو دکھلا کر ہرگز مت دو ۔ باقی اور سب پھندے ہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بچے کی زبان کھلنے لگتی ہے تو گھر والے ابا، اماں، بابا وغیرہ کہلاتے ہیں، اسکی جگہ اللہ اللہ سکھاؤ تو کیسا اچھا ہو اور اسی کے قریب قریب قرآن شریف ختم ہونے کے بعد رسمیں ہوتی ہیں اور ان میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی بہت پابندی کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ناموری کے لئے کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا کسی کسی کو جوڑے دینا ۔ ان کی بُرائیاں اُوپر معلوم ہو چکی ہیں ۔

تقریبوں میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے کا بیان

برادری کی عورتیں کئی تقریبوں میں جمع ہوتی ہیں جن میں سے کچھ تو اُوپر بیان ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے یہ سب ناجائز ہے ۔ تقریبوں کے علاوہ یوں بھی جب کبھی جی چاہا کہ فلانی کو بہت دن ہوئے نہیں دیکھا بس جھٹ ڈولی منگائی اور روانہ ہو گئیں یا کوئی بیمار رہا اسکو دیکھنے گئیں، کہیں کوئی خوشی ہوئی وہاں مبارکباد دینے جا پہنچیں ۔ بعض ایسی آزاد

ہوتی ہیں کہ بے ڈولی منگائے بھی رات کو چل دیتی ہیں بس رات ہوئی اور سیر کی سوجھی، یہ تو اور بھی بُرا ہے ۔ اور اگر چاندنی رات ہوئی تو اور بھی بیحیائی ہے غرضکہ عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں جانا آنا بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں اسی طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا بھی درست ہے مگر سال بھر میں فقط ایک آدھ دفعہ ۔ بس اسکے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں، نہ رشتہ دار کے یہاں نہ کسی اور کے یہاں، نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں نہ بیمار پرسی میں نہ مبارکباد دینے کو نہ بری برات کے موقع پر بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور یہ بھی گنہگار ہوئی، افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان بھر میں کہیں عمل نہیں بلکہ اسکو ناجائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ جائز خیال کر رکھا ہے حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں غرضکہ اب معلوم ہو جانے کے بعد بالکل چھوڑ دینا چاہیئے اور توبہ کرنا چاہیئے یہ تو شریعت کا حکم تھا اب اسکی بُرائیاں اور خرابیاں سُنو ۔ جب برادری میں خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر فلانی تقریب ہے، تو ہر بی بی کو نئے اور قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز کو دروازے پر بُلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سُودی قرض لے کر خریدا جاتا ہے ۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض فخر اور دکھانے کے لئے بنتا ہے جسکے لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلّت کا لباس پہنایا جائے گا ایک گناہ تو یہ ہوا پھر اس غرض سے مال کا خرچ کرنا فضول خرچی ہے جسکی بُرائی پہلے باب میں آچکی ہے یہ دُوسرا گناہ ہوا ۔ خاوند سے اسکی وسعت سے زائد بلا ضرورت فرمائش کرنا اسکو ایذا پہنچانا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا ۔ بزاز کو بُلا کر بلا ضرورت اس نامحرم سے باتیں کرنا بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے آدھا آدھا ہاتھ جس میں چوڑی مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت اور عفت کے خلاف ہے یہ چوتھا گناہ ہوا ۔ پھر اگر سُودی لیا تو سُود دینا پڑا یہ پانچواں گناہ ہوا ۔ اگر خاوند کی نیت ان بیجا فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اسکی نظر پہنچی کسی کی حق تلفی کی، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کر دیں اور اکثر یہی ہوتا بھی ہے کہ حلال آمدنی سے یہ فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں تو یہ گناہ اس بی بی کی وجہ سے ہوا اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے یہ چھٹا گناہ ہوا ۔ اکثر جوڑے کے لئے گوٹہ ٹھپہ مصالحہ بھی لیا جاتا ہے اور بے علمی یا بے پروائی کی وجہ سے اسکے خریدنے میں اکثر سُود لازم آجاتا ہے کیونکہ چاندی سونے اور اسکی چیزوں کے خریدنے کے مسئلے بہت نازک اور باریک ہیں جیسا کہ اکثر خرید و فروخت کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں یہ ساتواں گناہ ہوا پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کے لئے جو جوڑا بنا وہ دُوسری شادی کے لئے کافی نہیں اسکے لئے پھر دُوسرا جوڑا چاہیئے ورنہ عورتیں نام رکھیں گی کہ اسکے پاس بس یہی ایک جوڑا ہے اسی کو بار بار پہن کر آتی ہے اسلئے اتنے ہی گناہ پھر دوبارہ جمع ہوں گے

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

گناہ کو بار بار کرتے رہنا بھی بڑا اور گناہ ہے یہ آٹھواں گناہ ہوا۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی اب زیور کی فکر ہوئی اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے اور اسکا مانگے کا ہونا ظاہر نہیں کیا جاتا بلکہ چھپاتی ہیں اور اپنی ہی ملکیت ظاہر کرتی ہیں یہ ایک قسم کا فریب اور جھوٹ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایسی چیز کا اپنا ہونا ظاہر کرے جو سچ مچ اس کی نہیں اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لئے یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا۔ یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جسکی جھنکار دور تک جائے تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں اُنہیں کے نظارے میں مشغول ہو جائیں بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے حدیث شریف میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ شیطان ہے یہ دسواں گناہ ہوا۔ اب سواری کا وقت آیا تو نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا یا جس کے گھر کام تھا اسکے یہاں سے ڈولی آگئی اب ان کو غسل کی فکر پڑی، کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی، کچھ غسل کی نیت باندھنے میں دیر لگی غرض اس دیر دیر میں نماز جاتی رہی تب کچھ پروا نہیں یا اور کوئی ضروری کام میں حرج ہو جائے تب کچھ مضائقہ نہیں اور اکثر ان کھلی مانسوں کے غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے بہرحال اگر نماز قضا ہو گئی یا مکروہ وقت ہو گیا تو یہ گیارہواں گناہ ہوا۔ اب کہار دروازے پر پکار رہے ہیں اور بی بی اندر سے اُن کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہے بلا وجہ کسی غریب کو دور دور بک کرنا یا گالی کوسنے دینا ظلم اور گناہ ہے یہ بارہواں گناہ ہوا۔ اب خدا خدا کرکے بی بی تیار ہوئیں اور کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں بعضی ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلّو یعنی آنچل لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا عطر پھلیل اس قدر بھرا ہے کہ راستے میں خوشبو مہکتی جاتی ہے یہ نامحرموں کے سامنے اپنا سنگار ظاہر کرنا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بڑی بُری ہے۔ یہ تیرہواں گناہ ہوا۔ اب منزلِ مقصود پر پہنچیں کہار ڈولی رکھ الگ ہوئے اور یہ بیدھڑک اُتر گھر میں داخل ہوئیں یہ خیال ہی نہیں کہ شاید کوئی نامحرم مرد گھر میں ہو اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا بھی ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا اور چار آنکھیں ہو جاتی ہیں مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ اول گھر میں تحقیق کر لیا کریں تو ہی شبہ کے موقع پر تحقیق نہ کرنا یہ چودھواں گناہ ہوا۔ اب گھر میں پہنچیں تو وہاں کی بیبیوں کو سلام کیا تو خوب ہوا بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا بس سلام ہو گیا۔ اس طرح سلام کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے بعض نے سلام کا لفظ کہا بھی تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ اب جواب ملاحظہ فرمایئے۔ ٹھنڈی رہو، جیتی رہو، سہاگن رہو، عمر دراز، دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو، بھائی جئے، میاں جئے، بچہ جئے، غرض کنبہ بھر کے نام گنانا آسان اور وعلیکم السلام جس کے اندر سب دعائیں آجاتی ہیں مشکل۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ سنت کی مخالفت کرنا پندرھواں گناہ ہوا۔ اب مجلس جمی تو بڑا شغل یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں اِسکی شکایت اُسکی غیبت اِسکی چغلی اس پر بہتان جو

بالکل حرام اور سخت گناہ ہے یہ سولھواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بی بی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑنا چاہیئے۔ ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے غرض تمام بدن سے اسکا اظہار ہوتا ہے یہ صاف ریا ہے جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آیا ہے یہ سترھواں گناہ ہوا اور جس طرح ہر بی بی دوسروں کو اپنا سامان فخر دکھلاتی ہے اسی طرح ہر ایک دوسرے کے کل حالات دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ پھر اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اسکو حقیر اور ذلیل اور اپنے کو بڑا سمجھا۔ بعضی غرور پیٹی تو ایسی ہوتی ہیں کہ سیدھی طرح منہ سے بات بھی نہیں کرتیں یہ صریح تکبر اور گناہ ہے یہ اٹھارھواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھا تو حسد اور ناشکری اور حرص اختیار کی یہ انیسواں اور بیسواں، اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اُڑ جاتی ہیں ورنہ وقت تو ضرور ہی تنگ ہو جاتا ہے یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسری کو دیکھ کر یا ایک دوسری سے سُن کر یہ خرافات رسمیں بھی سیکھتی ہیں گناہ کا سیکھنا اور سکھانا دونوں گناہ ہیں یہ تیئیسواں گناہ ہوا۔ یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے وقت جو سقّا پانی لاتا ہے اس سے پردہ کرنے کے لئے بند مکانوں میں نہیں جاتیں بلکہ اسکو حکم ہوتا ہے کہ تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ، اور کسی کو دیکھنا مت، اب آگے اس کا دین و ایمان جانے، چاہے کن انکھیوں سے تمام مجمع کو دیکھ لے تو بھی کسی کو غیرت اور حیا نہیں۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے کیونکہ جو کپڑا وہ منہ پر ڈالتا ہے اس سے سب دکھائی دیتا ہے ورنہ سیدھا گھڑے مشکے کے پاس جا کر پانی کیسے بھرتا ہے۔ ایسی جگہ قصداً بیٹھے رہنا کہ نامحرم دیکھ سکے حرام ہے یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ بعضی بیبیوں کے سیانے لڑکے دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے اندر گھسے چلے آتے ہیں اور مروت میں اُن سے کچھ نہیں کہا جاتا سامنے آنا پڑتا ہے یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ کیونکہ شریعت کے مقابلے میں کسی کی مروت کرنا گناہ ہے اور لڑکا جب سیانا ہو جایا کرے تو اس سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ اب کھانے کے وقت اس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بی بی چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہے اور اُن کو خوب بھر بھر دیتی ہے اور گھر والے کے مال یا آبرو کی کچھ پروا نہیں کرتیں یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ اب فراغت کرنے کے بعد جب گھر جانے کو ہوتی ہیں کہاروں کی آواز سُن کر یاجوج ماجوج کی طرح دوڑتی ہیں کہ ایک پر دوسری، دوسری پر تیسری۔ غرض سب دروازے میں جا لپٹتی ہیں کہ پہلے میں ہی سوار ہوں۔ اکثر اوقات کہار ابھی ہٹنے بھی نہیں پاتے اچھی طرح سامنا ہو جاتا ہے یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ کبھی کبھی ایک ایک ڈولی پر دو دو لد گئیں اور کہاروں کو نہیں بتایا کہ ایک پیسہ کہیں اور نہ دینا پڑے یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ کبھی کبھی اس پر سختی کرنا کہ اکثر شادیوں میں ہوتا ہے۔ یہ انتیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور بے سلیقگی میں محض جھانکنے اور تاکنے کے لئے بالکل دروازے میں گھر کے روبرو آ کھڑے ہوتے ہیں اور بہتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا کوئی کسی کی آڑ میں ہو گئی کسی نے ذرا سر نیچا کر لیا بس یہ پردہ ہو گیا اچھی خاصی

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

سامنے بیٹھی رہتی ہیں یہ تیسواں گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت اور بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں حالانکہ عورت کو اپنا بدن غیر مرد کو دکھلانا جائز نہیں اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے یہ اکتیسواں گناہ ہوا۔ پھر گھر لوٹنے کے بعد کئی کئی روز تک آنے والی بیبیوں میں اور تقریب والے کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے جاتے اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں یہ بتیسواں گناہ ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں عورتوں کے جمع ہونے میں ہیں خود خیال کرو۔ جس میں اتنی بے انتہا خرابیاں ہوں وہ امر کیسے جائز ہو سکتا ہے اسلئے اس رسم کا بند کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

منگنی کی رسموں کا بیان

منگنی میں بھی طوفان بے تمیزی کی طرح بہت سی رسمیں کی جاتی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کرتے ہیں۔

۱۔ جب منگنی ہوتی ہے تو خط لے کر نائی آتا ہے تو لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے پھر بھی وہی بیحد پابندی کہ فرض و واجب چاہے ٹل جائے مگر یہ نہ ٹلے، ممکن ہے کہ کسی گھر میں اسوقت دال ہی روٹی ہو مگر نائی سے بنے شکرانہ کرو، ورنہ منگنی ہی نہ ہو گی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک خرابی تو یہ ہوئی۔ پھر اس بیہودہ بات کیلئے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا پڑتا ہے۔ حالانکہ بغیر ضرورت قرض لینا منع ہے۔ حدیث شریف میں ایسے قرض لینے پر بڑی دھمکی آئی ہے دوسرا گناہ یہ ہوا۔

۲۔ وہ نائی کھانا کھا کر سو روپے یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں خوان میں ڈالدیتا ہے۔ لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو اٹھا کر باقی پھیر دیتا ہے اور یہ روپے اپنے کمینوں کو تقسیم کر دیتا ہے بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک ہی دو روپے کا لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپے کو کیوں تکلیف دی اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض وقت بلکہ اکثر سودی قرض لینا پڑتا ہے جسکے لئے حدیث شریف میں لعنت آئی ہے اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بجز فخر اور اپنی بڑائی جتلانے کے اس میں اور کونسی عقلی مصلحت ہے اور جب سب کو معلوم ہے کہ ایک دو سے زیادہ نہ لیا جائے گا تو سو کیا ہزار روپے میں بھی کوئی بڑائی اور شان نہیں رہی۔ بڑائی تو جب ہوتی جب دیکھنے والے سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کر دیا اب تو فقط مسخراپن اور بچوں کا سا کھیل ہی کھیل رہ گیا اور کچھ نہیں، مگر لوگ کرتے ہیں اسی فخر اور شان و شوکت کے لئے اور افسوس کہ بڑے بڑے عقلمند جو اوروں کو عقل سکھاتے ہیں وہ بھی اس خلاف عقل رسم میں مبتلا ہیں۔ غرض اسمیں بھی اصل ایجاد کے اعتبار سے تو ریا کا گناہ ہے اور اب چونکہ محض لغو اور بیہودہ فعل ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوا لہٰذا یہ بھی برا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لا یعنی باتوں کو چھوڑ دے غرض لا یعنی اور لغویات بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہے اور اگر

سودی روپیہ لیا گیا تو اسکا گناہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں موجود ہیں۔

۳۔ پھر لڑکی والا نائی کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپے کے دیتا ہے اور یہاں بھی وہی دل لگی ہوتی ہے کہ دینا منظور ہے ایک دو اور دکھلائے جاتے ہیں سو۔ واقعی رواج بھی عجب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو مگر عقلمند بھی اسکے کرنے میں نہیں شرماتے۔ اسکی خرابیاں ابھی بیان ہو چکیں۔

۴۔ نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں۔ عورتوں کے جمع ہونے کی خرابیاں بیان ہو چکیں اور گانے کی خرابیاں بیاہ کی رسموں میں بیان ہونگی۔ غرضیکہ یہ بھی ناجائز ہے۔

۵۔ جب نائی پہنچتا ہے اپنا جوڑا روپوں سمیت گھر میں بھیج دیتا ہے وہ جوڑا تمام برادری میں گھر گھر دکھلا کر نائی کو دیدیا جاتا ہے خود غور کرو جہاں ہر ہر بات کے دکھلانے کی پخ لگی ہو کہاں تک نیت درست رہ سکتی ہے۔ یقیناً جوڑا بنانے کے وقت یہی نیت ہوتی ہے کہ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے غرض ریا بھی ہوئی اور لغو خرچ بھی جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آگیا ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض مرتبہ اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا وہی مثل ہے کہ چڑیا اپنی جان سے گئی کھانے والے کو مزا نہ ملا بعض غرور پیٹی اسمیں خوب عیب نکالنے لگتی ہیں اور بدنام کرتی ہیں غرض ریا، فضول خرچی غیبت سب ہی کچھ اس رسم کی بدولت ہوتا ہے۔

۶۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی اور انگوٹھی اور رومال اور کسی قدر روپے جسکو نشانی کہتے ہیں بھیجی جاتی ہے اور یہ روپیہ بطور نیوتے کے جمع کر کے بھیجا جاتا ہے یہاں بھی ریا اور بیہودہ اور لغو خرچ کی علت موجود ہے اور نیوتے کی خرابیاں اوپر آچکیں۔

۷۔ جو نائی اور کہار یہ مٹھائی لے کر آتے ہیں نائی کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے اس مٹھائی کو کنبے کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھاتی ہیں یہ سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کچھ مزدوری مقرر نہیں کی جاتی نہ اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتے ہیں یا ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات وہ لوگ اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی بیوی بچے کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابو دار ہوئے تو خود ورنہ کسی دوسرے قابو دار بھائی سے جوتے لگوا کر خوب گندی کرا کے جبراً قہراً بھیجتے ہیں اور اس موقع پر کیا اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو بالکل ظلم اور گناہ ہے اور ظلم کا وبال دنیا میں بھی اکثر پڑتا ہے اور آخرت کا گناہ تو ہے ہی۔ پھر مزدوری کا نہ ملنا یہ دوسری بات خلاف شرع ہوئی۔ یہ تو انکی روانگی کے جھگڑے ہیں اور تقسیم کرنے میں ریا کا ہونا کس کو نہیں معلوم۔ پھر تقسیم میں اتنی مشغولی ہوتی ہے کہ اکثر بانٹنے والوں کی نمازیں اڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ سمجھنا تو ضروری بات ہے ایک بات

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

خلافِ شرع یہ ہوئی جن کے گھر جھپتے جاتے ہیں اُن کے نخرے بات بات پر رحمتہ پھیر دینا، الگ اٹھانا پڑتا ہے بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کو رونق دینا اور رواج ڈالنا ہے اسلئے شرع سے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض ان سب خرافات کو چھوڑ دینا چاہئے بس ایک پوسٹ کارڈ یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح ادا ہوسکتا ہے۔ جانبِ ثانی اپنے طور پر ضروری باتوں کی تحقیق کرکے ایک پوسٹ کارڈ سے یا فقط زبانی وعدہ کر لے، لیجئے منگنی ہوگئی۔ اگر پکّی پوری بات کرنے کے لئے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اول تو کسی مصلحت کے لئے گناہ کرنا درست نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان فضولیات کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی جواب دے دیتے ہیں کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔

۸۔ بعضی جگہ منگنی کے وقت یہ رسوم ہوتی ہیں کہ سسرال والے چند لوگ آتے ہیں اور دلہن کی گود بھری جاتی ہے جسکی صورت یہ ہے کہ لڑکے کا سرپرست اندر بلایا جاتا ہے وہ دلہن کی گود میں میوہ اور پیڑے بتاشے وغیرہ رکھتا ہے اور ہاتھ پر ایک روپیہ روپ کا رکھتا ہے اسکے بعد اب لڑکی والے اُن کو اُسکا بدلہ اور جتنی توفیق ہوا اتنے روپے دے دیتے ہیں اس میں بھی کئی برائیاں ہیں ایک تو اجنبی مرد کو گھر میں بلانا اور اس سے گود بھروانا اگرچہ پردہ کی آڑ سے ہو لیکن پھر بھی برا ہے۔ دوسرے گود بھرنے میں وہی شگون جو شرعاً ناجائز ہے تیسرے ناریل کے سڑا اور اچھا نکلنے سے لڑکی کی بھلائی یا برائی کی فال لینا ہے اس کا شرک اور قبیح ہونا بیان ہوچکا ہے۔ چوتھے اس میں اس قدر پابندی جس کا برا ہونا تم سمجھ چکی ہو اور شہرت اور ناموری بھی ضرور ہے غرض کوئی رسم ایسی نہیں جس میں گناہ نہ ہوتا ہو۔

بیاہ کی رسموں کا بیان

سب سے بڑی تقریب جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہیں اور بے انتہا رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ یہی شادی کی تقریب ہے جسکو واقع میں بربادی کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی، دین کی بھی، اور دنیا کی بھی۔ اس میں جو رسمیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہوکر لڑکی والے کی طرف سے تعیین تاریخ کا خط لکھ کر نائی کو دے کر رخصت کرتے ہیں یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو راہ میں ندی نالے پڑتے ہوں جن میں نائی صاحب کے بالکل ہی رخصت ہو جانے کا احتمال ہو غرض کچھ ہی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر کفایت کریں یا نائی سے زیادہ معتبر کوئی آدمی جاتا ہو اسکے ہاتھ بھیج دیں۔ شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھہرایا اسکو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے کاموں سے زیادہ اسکا اہتمام کرنا خود انصاف کرو کہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں اور جب مقابلہ ہے تو چھوڑ دینا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح مردوں

کے اجتماع کا ضروری ہونا، اس میں بھی یہی خرابی ہے اگر کہو کہ مشورے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے وہ بیچارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کون تاریخ لکھیں جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کرکے مقرر کر چکے ہیں وہی بتلا دیتے ہیں اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر مشورہ ہی کرنا ہے تو جس طرح اور کاموں میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عقلمند لوگوں سے رائے لے لی بس کفایت ہوئی، گھر گھر کے آدمیوں کو جوڑنا کیا ضرور، پھر اکثر لوگ جو نہیں آسکتے اپنے چھوٹے بچوں کو اپنی جگہ بھیج دیتے ہیں، بھلا وہ مشورہ میں کیا تیر چلائینگے کچھ بھی نہیں، یہ سب من سمجھوتیاں ہیں، سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یوں ہی رواج چلا آتا ہے۔ بس اسی رواج کی برائی اور اسکے چھوڑنے کا واجب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلافِ شرع ہیں پھر اس میں بھی ایک ضروری بات ہے کہ سُرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹہ بھی لپٹا ہو، یہ بھی اسی بیحد پابندی کے اندر داخل ہے جس کی برائی اور خلافِ شرع ہونا اوپر کئی دفعہ بیان ہوچکا ہے۔

۲۔ گھر میں برادری کنبے کی عورتیں جمع ہوکر لڑکی کو ایک کنارے میں قید کردیتی ہیں جس کو مائیوں بٹھلانا اور مانجھے بٹھلانا کہتے ہیں اسکے آداب یہ ہیں کہ اسکو چوکی پر بٹھلا کر اسکے داہنے ہاتھ پر کچھ بٹنا رکھتی ہیں اور گود میں کچھ کھیل بتاشے بھرتی ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے بٹنا ملا جاتا ہے اور بہت سی پنڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں یہ رسم بھی چند خرافات باتیں ملاکر بنائی گئی ہے اول اسکے علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو، حبس ہو، دُنیا بھر کے طبیب بھی کہیں کہ اسکو کوئی بیماری ہوجائے گی کچھ ہی ہو مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے اس میں بھی وہی بیحد پابندی کی برائی موجود ہے۔ اور اگر اسکے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہوگا جس میں ماشاء اللہ ساری برادری بھی شریک ہے، دوسری بلاضرورت چوکی پر بٹھلانا اسکی کیا ضرورت ہے کیا فرش پر اگر بٹنا ملا جائے گا تو بدن میں صفائی نہ آئے گی اس میں بھی وہی بیحد پابندی جس کا خلافِ شرع ہونا کئی دفعہ معلوم ہوچکا ہے تیسری داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کا خلافِ شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا۔ ورنہ وہی پابندی تو ضرور ہے۔ اسی طرح کھیل بتاشوں کی تقسیم کی پابندی یہ سب بیحد پابندی اور ریا و افتخار ہے جیسا کہ ظاہر ہے چوتھی عورتوں کا جمع ہونا جو ان سارے فسادوں کی جڑ ہے جن کا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ بعض جگہ یہ بھی قید ہے کہ سات سہاگنیں جمع ہوکر اسکے ہاتھ پر بٹنا رکھتی ہیں یہ ایک شگون ہے جس کا شرک ہونا اوپر سُن چکی ہو۔ اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے بٹنا ملا جائے تو اس کا مضائقہ نہیں مگر معمولی طور سے بلاقید کسی رسم کے مَل دو، بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جائے۔ بعضی عورتیں اس رسم کی بیچ میں کچھ وجہیں تراشتی ہیں بعضی یہ کہتی ہیں کہ سسرال جاکر کچھ دن لڑکی کو سر جھکائے ایک ہی جگہ بیٹھنا ہوگا اسلئے عادت

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

ڈالنے کی مصلحت سے مانجھے بٹھاتے ہیں کہ وہاں زیادہ تکلیف نہ ہو اور بعضی صاحبہ یہ فرماتی ہیں کہ اُبٹنا ملنے سے بدن صاف اور خوشبودار رہتا ہے اسلئے اِدھر اُدھر نکلنے میں کچھ آسیب کے خلل ہونے کا ڈر ہے یہ سب شیطانی خیالات اور من سمجھوتیاں ہیں۔ اگر صرف یہی بات ہے تو برادری کی عورتوں کا جمع ہونا، ہاتھ پر اُبٹنا رکھنا، گود بھرنا وغیرہ اور خرافات کیوں ہوتی ہیں اتنا مطلب تو بغیر ان بکھیڑوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ دُوسرے یہ کہ وہاں جا کر بالکل مُردہ ہو کر رہنا بھی تو بُرا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے لہٰذا اسکی مدد اور برقرار رکھنے کے واسطے جو کام کیا جائے وہ بھی ناجائز ہوگا اور یہ بھی نہ بھی تو ہم کہتے ہیں کہ آدمی پر جو پڑتی ہے سب جھیل لیتا ہے۔ خود سمجھو کہ پہلے گھر بھر میں چلتی پھرتی تھی اب دفعتًہ ایک کونے میں کیسے بیٹھ گئی ایسے ہی وہاں بھی ایک دو دن بیٹھ لے گی بلکہ وہاں کی تو ایک آدھ دن کی مصیبت ہے اور یہاں تو دس دن بارہ دن تیس کی مصیبت ڈالی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر آسیب کے ڈر سے نہیں نکلنے پاتی تو بہت سے بہت صحن میں اور کوٹھے پر نہ جانے دو یہ کیا کہ ایک ہی کونے میں پڑی گھٹا کرے۔ کھانے پانی کے لئے بھی وہاں سے نہ ٹلے، اسلئے یہ سب من گھڑت بہانے اور واہیات باتیں ہیں۔

۳۔ جب نائی خط لے کر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کے بناتی ہیں جس میں ایک نائی کا ہوتا ہے، دُوسرا ڈومنیوں کا۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں یعنی اس کھاتے کا منہ تکا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازے میں بیٹھ کر گالیاں گاتی ہیں اس میں بھی وہی بیحد پابندی کی بُرائی، دُوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو گانے کی اُجرت دینا حرام ہے پھر گانا بھی گالیاں جو خود گناہ ہیں اور حدیث شریف میں اسکو منافق ہونے کی نشانی فرمایا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سُننے والے شریک ہیں کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے چوتھے مردوں کے اجتماع کو ضروری سمجھنا جو بیحد پابندی میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ کھانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنی پڑتی ہے۔ پانچویں عورتوں کا جمع ہونا جسکا گناہ ہونا معلوم ہو چکا۔

۴۔ نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپے خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپے دولہا کے نائی اور ڈومنیوں میں آدھوں آدھ تقسیم ہوتے ہیں۔ دُوسرا خوان شکرانہ کا بجنسہٖ ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کیلئے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے اسمیں بھی وہی ریا و شہرت و بیحد پابندی موجود ہے اسلئے بالکل شرع کے خلاف ہے۔

۵۔ صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا نائی کو نہایت عمدہ بیش قیمت مع ایک بڑی رقم یعنی سو یا دو سو روپے کے دیتے ہیں وہی مسخراپن جو اوّل ہوا تھا وہ یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں تنخواہ اور لیے جاتے

ہیں ایک یا دو۔ پھر اس ریا اور لایعنی حرکت کے علاوہ بعض وقت اس رسم کے پوری کرنے کو سودی قرض کی ضرورت پڑتا یہ جدا گناہ ہے جس کا ذکر اچھی طرح اُوپر آچکا ہے۔

۶۔ اب نائی رخصت ہو کر دُلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ نائی اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کے لئے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھایا جاتا ہے اسمیں بھی وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔

۷۔ اس تاریخ سے دولہا کے اُبٹنا ملا جاتا ہے اور شادی کی تاریخ تک کُنبے کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی تیاری اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں اور اس درمیان میں جو مہمان دونوں میں سے کسی کے گھر آتے ہیں اگرچہ اُن کو بلایا نہ ہو اُن کے آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور بیحد پابندی تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے محض نمود اور شان و شوکت کے لئے یا اور طرہ اسی طرح آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ یہ اُن کے ذمہ واجب ہے، یہ ایک قسم کا جبر ہے ریا و جبر دونوں کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے اور اس سے بڑھ کر قصّہ بری و جہیز کا ہے جو شادی کے بڑے بھاری رُکن ہیں۔ اور ہر چند یہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ بہتر و مستحسن تھے کیونکہ بری یا ساچق حقیقت میں دولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دولہن یا دولہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے۔ مگر جس طور سے اسکا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا نہ سلوک و احسان محض ناموری و شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے یعنی دکھلا کر شہرت دے کر دیتے ہیں۔ بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے جاتی ہے اور اسکی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے۔ موقع بھی معین ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جب میسّر آتا اور جو میسّر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا کرتے اسی طرح جہیز کا اسباب بھی خاص خاص مقرر ہے کہ فلاں فلاں چیز ضرور ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کنبہ اور گھر والے اسکو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو اگر صلۂ رحمی یعنی سلوک و احسان مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جو میسّر آتا اور جب میسّر آتا دے دیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلۂ رحمی کے لئے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اُٹھاتا لیکن ان دونوں رسموں کے پورا کرنے کو اکثر اوقات قرضدار بھی ہوتے ہیں گو سود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ فروخت یا گروی ہو جائے پس اس میں بھی وہی بیحد پابندی اور نمائش و شہرت اور فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اسلئے یہ بھی ناجائز باتوں میں شامل ہو گیا۔

۸۔ برات سے ایک دن قبل دولہا والوں کا نائی مہندی لے کر اور دولہن والوں کا نائی نوشہ کا جوڑا لے کر اپنے اپنے

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

مقام سے چلتے ہیں اور یہ منڈھے کا دن کہلاتا ہے۔ دولہا کے یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہوکر دولہن کا جوڑا تیار کرتی ہیں اور انکو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیئے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت دیا جاتا ہے اسمیں بھی وہی بیحد پابندی اور عورتوں کی جمعیت ہے جس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۹۔ جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لے کر ساری برادری میں گھر گھر دکھلانے جاتی ہے اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہوکر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جوڑا دکھلانے کا منشا بجز ریا کے اور کچھ بھی نہیں اور عورتوں کے جمع ہونے کے برکات معلوم ہی ہوچکے غرض اس موقع پر بھی گناہوں کا خوب اجتماع ہوتا ہے۔

۱۰۔ صبح تڑکے دولہا کو غسل دے کر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور جوتی ہر کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے۔ اکثر اس جوڑے میں خلاف شرع لباس بھی ہوتا ہے۔ اور سہرا چونکہ کافروں کی رسم ہے اسلئے اس حق کا نام جوتی سہرے سے مقرر کرنا بیشک برا اور کافروں کی رسم کی موافقت ہے اسلئے یہ بھی خلافِ شرع ہوا۔

۱۱۔ اب نوشہ کو گھر میں بلا کر چوکی پر کھڑا کرکے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی ہیں اور کمینے کی عورتیں کچھ ٹکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینوں کو دیتی ہیں۔ نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت بالکل احتیاط نہیں رہتی۔ بڑے بڑے گھر پردے والیاں بناؤ سنگار کئے ہوئے اسکے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اسکی شرم کا وقت ہے یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا یہ غضب کی بات ہے یا نہیں اول یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا۔ مختلف طبیعت کے لڑکے ہوتے ہیں جس میں آجکل تو اکثر شریر ہی ہیں۔ پھر اگر اسنے نہ دیکھا تو تم کیوں اسکو دیکھ رہی ہو۔ حدیث میں ہے لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے اس پر بھی۔ غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتی ہیں۔ پھر سہرا باندھنا یہ دوسری خلاف شرع بات ہوئی۔ کیونکہ یہ کافروں کی رسم ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو مشابہت کرے کسی قوم کے ساتھ وہ انہیں میں سے ہے۔ پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا۔ اول تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے خاصکر ایک گناہ کرکے اس پر کچھ لینا بالکل گند در گند ہے۔ اور نوشہ کے سر پر سے پیسوں کا اُتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے جسکی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سراسر خلافِ شرع باتوں کا مجموعہ ہے۔

۱۲۔ اب برات روانہ ہوتی ہے یہ برات بھی شادی کا بہت بڑا رکن سمجھا جاتا ہے۔ اور اسکے لئے کبھی دولہا والے کبھی دولہن والے بڑے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں غرض اصلی اس سے محض ناموری و تفاخر ہے اور کچھ نہیں عجب نہیں کہ کسی وقت جبکہ راہوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں اور ڈاکوؤں سے دو چار ہونا پڑتا تھا۔ دولہا دولہن اور اسباب زیور وغیرہ کی حفاظت کیلئے اسوقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی۔ اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک ایک آدمی ضرور جاتا تھا مگر اب تو نہ وہ ضرورت

باقی رہی نہ کوئی مصلحت صرف افتخار و اشتہار باقی رہ گیا ہے۔ پھر اکثر اسمیں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو تو اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور نکلا وہاں سے لٹیرا ہو کر۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا پھر دوسرے شخص کی بے آبروئی بھی ہوجاتی ہے کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے پھر ان باتوں کی وجہ سے اکثر جانبین سے ایسی ضد اضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اسکا اثر دلوں میں باقی رہتا ہے چونکہ نااتفاقی حرام ہے اسلئے جن باتوں سے نااتفاقی پڑے وہ بھی حرام ہونگی۔ اسلئے یہ فضول رسم ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے تحاشا بلا ضرورت بھگانا شروع کرتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہوجاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے خطرہ میں پھنسنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں۔

۱۳۔ دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر برات میں شامل ہوجاتا ہے۔ اسمیں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی سمجھدار اس برے عقیدے سے پاک بھی ہو تب بھی اس سے چونکہ جاہلوں کے فعل کو قوت اور رواج ہوتا ہے اسلئے سب کو بچنا چاہیئے۔

۱۴۔ مہندی لانے والے نائی کو اتنی مقدار انعام دیا جاتا ہے جس سے دولہا والا اس خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو کمینوں کو دینا پڑے گا یعنی کمینوں کا خرچ اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتا ہے یہ بھی زبردستی جرمانہ ہے کہ پہلے ہی سے خبر کر دی کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوائیں گے۔ چونکہ اس طرح جبراً دلوانا حرام ہے لہذا اس کا یہ ذریعہ بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ گناہ کا قصد بھی گناہ ہے۔

۱۵۔ کچھ مہندی دولہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہوجاتی ہے یہ دونوں باتیں بھی بیحد پابندی میں داخل ہیں کیونکہ اسکے خلاف کو عیب سمجھتی ہیں اسلئے یہ بھی شرع کی حد سے آگے بڑھنا ہے۔

۱۶۔ برات آنے کے دن دولہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں اس مجمع کی قباحتیں و نحوستیں اوپر معلوم ہوچکیں۔

۱۷۔ ہر کام پر پروت یعنی نیگ تقسیم ہوتے ہیں مثلاً نائی نے دیگ کے لئے چولہا کھود کر پروت مانگا تو اسکو ایک خوان میں اناج اس پر ایک بھیلی گڑ کی رکھ کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہر ہر ذرا ذرا سے کام پر یہی جرمانہ۔ گو خدمتگذاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے مگر اس ڈھونگ کی کیا ضرورت ہے اس کا جو کچھ حق الخدمت سمجھو ایک دفعہ دے دو۔ اس بار بار دینے کی بنا بھی ادائی شہرت ہے۔ علاوہ اسکے یہ دینا یا تو انعام ہے یا مزدوری اگر انعام و احسان ہے تو اسکو اس طرح زبردستی کرکے لینا حرام ہے اور جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے اور اگر اس کو مزدوری کہو تو مزدوری کا طے کرنا پہلے سے مقدار بتلا دینا ضروری ہے۔ اسکے مجہول رکھنے سے اجارہ فاسد ہوا اور اجارہ فاسد بھی حرام ہے۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۱۸ - برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور تانگے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے - اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور اس بے آبروئی کا سبب وہی برات لانے والا ہوا - ظاہر ہے کہ بُری بات کا سبب بننا بھی بُرا ہے -

۱۹- برات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے بَری کھولی جاتی ہے، اب وقت آیا ریا و افتخار کے ظہور کا جو اصلی مقصود ہے اور اسی سبب سے یہ رسم منع ہے -

۲۰ - اس بَری میں بعض چیزیں بہت ضروری ہیں شاہانہ جوڑا انگوٹھی، پاؤں کا زیور، سُہاگ پُڑا، عطر، تیل، مِسّی، سُرمہ دانی، کنگھی، پان، الٰھیلیں اور باقی غیر ضروری جس قدر جوڑے بَری میں ہوتے ہیں اتنی ہی شکیاں ہوتی ہیں - ان سب مہملات کا بیحد پابندی میں داخل ہونا ظاہر ہے جس کا خلاف شرع ہونا کئی مرتبہ بیان ہو چکا، اور اب ریا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اسکو تو کہنے کی حاجت ہی کیا ہے -

۲۱ - اس بَری کو لیجانے کے واسطے دُولہن کی طرف سے کمین خوان لے کر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لے جاتے ہیں - دیکھو اس ریا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا - اگرچہ وہ ایک ہی آدمی کے لیجانے کا بوجھ ہو مگر لے جانے اسکو ایک قافلہ، تاکہ دُور تک سلسلہ معلوم ہو یہ کھلا ہوا مکر اور شیخی بگھارنا ہے -

۲۲ - کنبے کے تمام مرد بَری کے ساتھ جاتے ہیں اور بَری زنانے مکان میں پہنچادی جاتی ہے - اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں، اور عورتوں کا بے حجاب سامنا ہوتا ہے نہیں معلوم اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کس طرح حلال اور تمیز داری ہو جاتی ہے -

۲۳ - اس بَری میں سے شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی سب چیزیں پھیر دی جاتی ہیں جس کو دولہا والا بجنسہٖ صندوق میں رکھ لیتا ہے - جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی بس وہی نمود و شہرت - پھر جب واپس آنا یقینی ہے تب تو عقلمندوں کے نزدیک کوئی شان و شوکت کی بات بھی نہیں کہ شاید کسی کی مانگ لایا ہو پھر گھر آکر واپس کر دے گا اور اکثر ایسا ہوتا بھی ہے غرض تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف پھر بھی لوگ ان پر غش ہیں -

۲۴ - بَری کے خوان میں دولہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جسکو بَری کی چنگیر کہتے ہیں اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے - اسکے بعد ایک ڈومنی ایک ڈوری لے کر دولہا کے پاس جاتی ہے اور ایک ہلکا انعام دو آنے یا چار آنے دیا جاتا ہے - اس میں بھی وہی بیحد پابندی اور انعام کا زبردستی لینا اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے -

۲۵ - برات والے نکاح کے لئے گھر بلائے جاتے ہیں خیر غنیمت ہے خطا تو معاف ہوئی - ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو تمام رات اس کی نذر ہو جاتی ہے پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہو گیا کسی کو بدہضمی ہو گئی - کوئی نیند کے غلبہ میں ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی - ایک رونا ہو تو رویا جائے - یہاں تو سر سے پاؤں تک نُور ہی نُور بھرا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں -

۲۶ - سب سے پہلے سقہ پانی لے کر آتا ہے اسکو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے اگرچہ دل جانے نہ چاہے مگر گویا زکوٰۃ سے بڑھ کر فرض ہے کیسے نہ دیا جائے غضب ہے اوّل تو انعام میں جبر جو محض حرام ہے اور جبر کے یہی معنی نہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جائے بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دینگے تو بدنام ہوں گے پھر لینے والے خوب مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں اور وہ بیچارہ اپنے ننگ و ناموس کے لئے دیتا ہے یہ سب جبر حرام ہے - پھر یہ بیر گھڑی تو ہندوانہ لفظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے یہ رسم سیکھی ہے یہ دوسری ظلمت ہوئی -

۲۷ - اسکے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جسکو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دولہن کے یہاں سے آتی ہے - یہاں بھی وہی انعام میں زبردستی کی علت لگی ہوئی ہے - پھر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں - بیشک شربت گھولنے کے لئے بہت ہی موزوں و مناسب ہیں کیونکہ باجا بجاتے بجاتے ہاتھوں میں سرور کا مادہ پیدا ہو گیا ہے تو شربت پینے والوں کو زیادہ سرور ہو گا - پھر طرہ یہ کہ کیسی ہی سردی پڑتی ہو چاہے زکام ہو جائے مگر شربت ضرور پلایا جائے اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے -

۲۸ - پھر قاضی صاحب کو بلا کر نکاح پڑھواتے ہیں - بس یہ ایک بات ہے جو تمام خرافات میں اچھی اور شریعت کے موافق ہے مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ حضرات قاضی صاحبان نکاح کے مسائل سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض جگہ یقیناً نکاح بھی درست نہیں ہوتا - تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے - اور بعض تو ایسے حریص اور لالچی ہیں کہ روپیہ سوا روپیہ کے لالچ سے جس طرح فرمائش کی جائے کر گزرتے ہیں خواہ نکاح ہو یا نہ ہو - مردہ بہشت میں جائے چاہے دوزخ میں اپنے حلوے مانڈے سے کام - اسلئے اس میں بہت اہتمام کرنا چاہیئے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق کر کے نکاح پڑھے - اور بعض جگہ نکاح کے قبل دولہا کو گھر میں بلا کر دولہن کا ہاتھ پردے سے نکال کر اسکی ہتھیلی پر کچھ تل وغیرہ رکھ کر دولہا کو کھلاتے ہیں - خیال کرنا چاہیئے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا - اور لڑکی کا ہاتھ دولہا کے سامنے بلا ضرورت کر دیا - کتنی بڑی بے حیائی ہے اللہ بچائے -

۲۹ - اسکے بعد اگر دولہا والے چھوارے لے گئے ہوں تو وہ لُٹا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں ورنہ وہی شربت خواہ گرمی ہو یا سردی اور شربت میں علاوہ بیحد پابندی کے بیمار ڈالنے کا سامان کرنا ہے - جیسا کہ بعض فصلوں میں واقع ہوتا ہے یہ کہاں جائز ہے -

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۳۰۔ اب دولہن کی طرف کا نائی ہاتھ دھلاتا ہے۔ اسکو سوا روپیہ ہاتھ دھلائی دیا جاتا ہے یہ دینا اصل میں انعام و احسان ہے مگر اب اسکو دینے والے اور لینے والے حق واجب اور نیگ سمجھتے ہیں اس طرح سے دینا لینا حرام ہے کیونکہ احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے جیسا کہ اُوپر گذر چکا۔ اور اگر اسے خدمت گذاری کا حق کہو تو خدمت گذار تو دولہن والوں کا ہے ان کے ذمہ ہونا چاہیئے دولہا والوں سے کیا واسطہ یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلاف شرع ہونے کے خلاف عقل بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے اپنے نوکروں کی تنخواہ مزدوری دلائی جائے۔

۳۱۔ دولہا کے لئے گھر سے شکرانہ بنکر آتا ہے جو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے اس میں اس بیحد پابندی کے علاوہ عقیدے کی بھی خرابی ہے یعنی اگر شکرانہ بنایا جائے تو نامبارکی کا باعث سمجھتی ہیں بلکہ اکثر رسوم میں یہی عقیدہ ہے یہ خود شرک کی بات ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی اور نامبارکی کی کچھ اصل نہیں شریعت جس کو بے اصل بتائے اور لوگ اس پر پل بنا کر کھڑا کریں یہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔

۳۲۔ اسکے بعد سب براتی کھانا کھا کر چلے جاتے ہیں۔ لڑکی والے کے گھر سے نوشہ کے لئے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام رات زمین پر پڑے پڑے چُور ہو چکے۔ اب مرہم آیا ہے۔ واقعی حقدار تو ابھی ہوا۔ اس سے پہلے تو اجنبی اور غیر تھا۔ بھلے مانسو، اگر وہ داماد نہ تھا تو بلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی خاطر و مدارات کا بھی شرع اور عقل میں حکم ہے یا نہیں اور دوسرے براتی اب بھی فضول رہے۔ اُنکی اب بھی کسی نے بات نہ پوچھی، حالانکہ وہ بھی تو مہمان ہیں۔

۳۳۔ پلنگ لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے پس معلوم ہوا یہ چارپائی اس علّت کے لئے آئی۔ استغفراللہ اس میں بھی وہی انعام میں جبر ہونا ظاہر ہے۔

۳۴۔ پچھلی رات کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے اس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں چاہے ان کمبختی ماروں کو بدہضمی ہو جائے۔ مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام۔ پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلافِ شرع ہے۔

۳۵۔ اس خوان لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے ان نائی صاحب کے بزرگوں نے اس بیچارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ دے رکھا تھا وہ بیچارہ اسکو ادا کر رہا ہے ورنہ اسکے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

۳۶۔ صبح کو برات کے بھنگی دولہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئے تھے۔ اور دف اصل میں جائز بھی تھے مگر اس میں شریعت نے یہ مصلحت رکھی ہے کہ اس سے نکاح کی خوب شہرت ہو جائے لیکن اب یقینی بات ہے

کہ شان و شوکت دکھانے اور تفاخر کے لئے بجایا جاتا ہے اسلئے ناجائز اور موقوف کرنے کے قابل ہے۔ اعلان و شہرت کے اور ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام میں مجمع ہو جاتا ہے۔ خود ہی ساری بستی میں چرچا ہو جاتا ہے بس یہی شہرت کافی ہے اور گردن کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں۔ حدیث شریف میں صاف بُرائی اور ممانعت آئی ہے۔

۳۷۔ دولہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اُٹھاتا ہے اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو لیدہ اُٹھائی اور صفائی کا نیگ برابر ملتا ہے بھلا اس جھگڑے بدلائی سے کیا فائدہ، دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر جبر کا گناہ لازم کرایا۔

۳۸۔ دُلہن والوں کی ڈومنی دولہا کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور دستور کے موافق اپنا پروت لے کر جاتی ہے اسکو بھی انعام دینا پڑتا ہے بیچارے کو آج ہی لوٹ لو۔ کچھ بچا کر لیجانے نہ پائے بلکہ اور قرضدار ہو کر جائے یہاں بھی اسی جبر کو یاد کرلو۔

۳۹۔ اسکے بعد نائن دولہن کا سر گوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورے میں رکھ کر لے جاتی ہے اور اسکو سر بندھائی اور بڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے کیوں نہ دیا جائے یہ بیچارہ سب کا قرضدار بھی ہے یہاں بھی وہی جبر ہے۔

۴۰۔ اسکے بعد کمینوں کے انعام کی فرد دولہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو دی جاتی ہے۔ وہ خواہ اسکو تقسیم کر دے یکمشت دُلہن والوں کو دے دے۔ اسمیں بھی وہی جبر لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں صاحب یہ لوگ ایسے ہی موقع کی اُمید پر عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اُسی سے خدمت کا بدلہ بھی لینا چاہیئے۔ یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں اُن کی اور بدلہ دے وہ۔

۴۱۔ نوشہ گھر میں بُلایا جاتا ہے اور اسوقت پوری بے پردگی ہوتی ہے اور بعضی باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا ظاہر ہے۔ بیان کی حاجت نہیں بعضی جگہ دولہا سے فرمائش ہوتی ہے کہ دولہن سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں، اور تم شیر ہو، اور میں بھیڑ ہوں۔ الٰہی توبہ۔ اللہ تعالےٰ تو خاوند کو سردار فرمائیں اور یہ اسکو غلام اور تابعدار بنائیں۔ بتلاؤ قرآن کے خلاف یہ رسم ہے یا نہیں۔

۴۲۔ اگر بہت غیرت سے کام لیا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے اور اسوقت سلامی کا روپیہ جو نیوتے میں آتا ہے جمع کر کے دولہا کو دیا جاتا ہے۔ اس نیوتے کا گناہ ہونا اُوپر بیان ہو چکا ہے۔

۴۳۔ اس سے ڈومنی اور نائن کا حق بقدر آٹھ آنے نکالا جاتا ہے اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرضوں سے بڑھ کر فرض ہے۔ یہ بیحد پابندی کس قدر لغو ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے۔ بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی ہے جو ہر جگہ اسکا ساجھا اور حق رکھا ہوا ہے بقول

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

شخص بیاہ میں بیچ کا لیگیا۔ شاید گانے بجانے کا حق الخدمت ہوگا سو جب گانا بجانا حرام ہے جیسا کہ پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے تو اس پر کچھ مزدوری اور انعام دینا دلانا کس طرح جائز ہوگا اور مزدوری بھی کس طرح کی کہ گھر والا تو اسلیئے دیتا ہے کہ اُس نے بلایا آسکے یہاں تقریب ہے۔ بھلا اور آنے والوں کی کیا کمبختی کہ اُن سے بھی جبراً وصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اسکی ذلت و تحقیر اور اس پر طعن و ملامت کی جاتی ہے بس ایسے گانے اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جاوے گا۔ گانے بجانے میں بعضوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادی میں گیت درست ہے، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اب جو خرابیاں اس میں مل گئی ہیں اُن سے درست نہیں رہا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ڈومنیاں لَے سے گاتی ہیں۔ ہمارے مذہب میں یہ منع ہے اور اُن کی آواز غیر مردوں کے کانوں میں پہنچتی ہے۔ نامحرم کو ایسی آواز سُنانا بھی گناہ ہے اور اکثر ڈومنیاں جوان بھی ہوتی ہیں اُن کی آواز سے اور بھی خرابی کا ڈر ہے کیونکہ سُننے والوں کے دل پاک نہیں رہتے۔ گانا سُننے سے اور ناپاکی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں کہیں ڈھولک بھی ہوتی ہے یہ کھلا ہوا گناہ ہے۔ پھر زیادہ رات اسی دھندے میں گذرتی ہے۔ صبح کی نمازیں اکثر قضا ہو جاتی ہیں۔ مضمون بھی بعض دفعہ خلاف شرع ہوتا ہے ایسا گانا گوانا کب درست ہوگا۔

۴۴۔ کھانے سے فراغت کے بعد جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست پڑھ کر سب کو سُنائی جاتی ہے خود دیکھو کہ پوری پوری ریا و نمائش ہے یا نہیں۔ علاوہ اسکے زنانے کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے اور بعضے لوگ اپنے نزدیک بڑی دینداری کرتے ہیں جہیز دکھلاتے نہیں، مقفل صندوق اور اسباب کی فہرست دیدیتے ہیں لیکن اسمیں بھی دکھلاوا ضرور ہے براتی وغیرہ صندوق لاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بعضے فہرست بھی مانگ کر پڑھنے لگتے ہیں۔ دُوسرے دُولہا کے گھر مہمان جمع ہیں اُنہیں کھول کر بھی دکھلایا جاتا ہے۔ اس کا بچاؤ تو یہی ہے کہ جہیز ہمراہ نہ بھیجا جائے پھر اطمینان کے وقت سب چیزیں اپنی لڑکی کو دکھلا کر سپرد کردی جائیں وہ جب چاہے بھجوا دے چاہے ایک دفعہ چاہے کئی دفعہ کرکے۔

۴۵۔ سوا روپیہ کمینوں کا نیگ جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے وہی انعام میں زبردستی یہاں بھی یاد کرلو۔

۴۶۔ اب لڑکی کے رخصت ہونے کا دن آیا۔ میانہ یا پالکی دروازہ میں رکھ کر دولہن کے باپ بھائی وغیرہ اسکے سوار کرانے کو گھر میں بُلائے جاتے ہیں اسوقت بھی اکثر مردوں عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس کا بُرا ہونا ظاہر ہے۔

۴۷۔ پھر لڑکی کو رخصت کرکے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے ممکن ہے کہ بعض کو جُدائی کا قلق ہو مگر اکثر تو رسم ہی پُورا کرنے کو روتی ہیں کہ کوئی یوں کہے گا کہ اُن پر لڑکی بھاری تھی اسکو دفع کرکے خوش ہوئے۔ اور یہ جھوٹا رونا ناحق کا فریب ہے جو کہ عقل اور شرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔

۴۸۔ بعض جگہ دولہا کو حکم ہوتا ہے کہ دُولہن کو گود میں لے کر ڈولے میں رکھدے۔ اُن کی یہ فرمائش سب کے روبرو پوری کی جاتی ہے اگر کمزور ہوا تو بہنیں وغیرہ سہارا لگاتی ہیں۔ اسمیں علاوہ بے غیرتی اور بیحیائی کے اکثر عورتوں کا بالکل سامنا ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تماشا دیکھنے کے لئے تو یہ فرمائش ہوئی ہے پھر کبھی دولہن زیادہ بھاری ہوئی نہ سنبھل سکی تو چھوٹ پڑتی ہے اور چوٹ لگتی ہے اسلیئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۴۹۔ دُولہن کے دوپٹہ کے ایک پلو میں کچھ نقد دُوسرے میں ہلدی کی گرہ، تیسرے میں جائفل، چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتی ہیں یہ شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلافِ عقل ہونے کے شرک کی بات ہے۔

۵۰۔ اور ڈولے میں مٹھائی کی چنگیر رکھدیتی ہیں جس کے خرچ کا موقع آگے چل کر معلوم ہوگا۔ اسی سے اس کا بیہودہ اور منع ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا۔

۵۱۔ اوّل ڈولہ دولہن کی طرف کے کہار اُٹھاتے ہیں اور دولہا والے اُس پر سے بکھیر شروع کرتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر سے آفتیں اُتر گئیں تب تو عقیدے کی خرابی ہے ورنہ نام و نمود و شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے غرض ہر حال میں بُرا ہے پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ صدقہ خیرات کرنا مقصود ہے ورنہ غریبوں محتاجوں کو دیتے پس یہ ایک طرح کا فضول و بیجا خرچ بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے کسی کے بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کے خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے یہ خرابی الگ رہی۔

۵۲۔ اس بکھیر میں ایک مٹھی اُن کہاروں کو دی جاتی ہے اور وہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے۔ وہی جبر کا ناجائز ہونا یہاں بھی یاد کرو۔

۵۳۔ جب بکھیر کرتے ہوئے شہر کے باہر پہنچتے ہیں تو یہ کہار ڈولہ کسی باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ لیکر چلے جاتے ہیں وہی انعام لینے میں زبردستی یہاں بھی ہے۔

۵۴۔ اور دُولہن کے عزیز و اقارب جو اس وقت تک ڈولے کے ساتھ ہوتے ہیں رخصت کرکے چلے جاتے ہیں اور وہاں پہ وہ چنگیر مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دَوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے۔ اسمیں علاوہ اسی بیجا پابندی کے اکثر یہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھا دھند ہاتھ ڈالکر وہ چنگیر لے لیتے ہیں اسکی پرواہ نہیں کرتے کہ پردہ کھل جائے گا یا دولہن کو ہاتھ لگ جائے گا۔ اور بعض غیرت مند دولہا یا دُلہن کے رشتہ دار اس پر جوش میں آکر بُرا بھلا کہتے ہیں جس میں بعض وقت بات بہت بڑھ جاتی ہے مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تھکا فضیحتی منظور مگر اس کا ترک کرنا منظور نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۵۵۔ راستے میں جو اوّل ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچ کر ڈولہ رکھ دیتے ہیں کہ ہمارا حق دو تب ہم پار جائیں

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

اور یہ حق کم از کم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو دریا اُترائی کہتے ہیں یہ دبی انعام میں زبردستی ہے۔

۵۶- جب مکان پر ڈولہ پہنچتا ہے تو کہار ڈولہ نہیں رکھتے جب تک اُنکو سوا روپیہ انعام نہ دیا جائے۔ اگر یہ انعام ہے تو یہ جبر کیسا اور اگر مزدوری ہے تو مزدوری کی طرح ہونا چاہیئے کہ جب جسکے پاس ہوا دیدیا۔ اسکا وقت مقرر کرکے مجبور کرنا بجز رسم ادا کرنے کے اور کچھ نہیں جسکو بیحد پابندی کہنا چاہیئے۔

۵۷- بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ دولہا کا کوئی رشتہ دار لڑکا آکر ڈولہ روک لیتا ہے کہ جب تک ہمارا حق نہ لے ڈولے کو گھر میں نہ جانے دینگے۔ اسکو بھی اسی بیحد پابندی میں داخل سمجھو۔

۵۸- ڈولہ آنے سے پہلے ہی بیچ صحن میں تھوڑی جگہ لیپ رکھتی ہیں اور اسمیں آٹے سے گھروندے کی طرح بنادیتی ہیں ڈولہ اول اول وہیں رکھا جاتا ہے۔ دولہن کا انگوٹھا اس میں ٹکالیتی ہیں تب اندر لے جاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بیحد پابندی کے سراسر شگون بھرا ہوا ہے۔ اور کافروں کی موافقت، پھر اناج کی بیقدری اسلئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۵۹- جب کہار ڈولہ رکھ کر چلے جاتے ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولے میں سے نہیں اُتارنے دیتیں جب تک اُنکو اُنکا حق نہ دیا جائے بلکہ اکثر دروازہ بند کرلیتی ہیں جسکے یہ معنی ہوئے کہ جب تک ہم کو فیس یا جرمانہ نہ دیا جائے تب تک ہم دولہن کو گھر میں نہ گھسنے دینگے یہ بھی انعام میں زبردستی ہے۔

۶۰- اسکے بعد نوشہ کو بلا کر ڈولے کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے اسکی نہایت پابندی ہے اور یہ ایک قسم کا شگون ہے جس سے عقیدے کی خرابی معلوم ہوتی ہے اور اکثر اسوقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔

۶۱- عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لے جاتی ہیں اور دولہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ کو ایک ایک ٹیکہ لگاتی ہیں یہ کھلا ہوا ٹوٹکا اور شرک ہے۔

۶۲- تیل اور ماش صدقہ کرکے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانے کے چاروں پایوں پر تیل چھڑکا جاتا ہے وہی عقیدے کی خرابی کا روگ اس لغو حرکت کا بھی منشا ہے۔

۶۳- اور اسوقت ایک بکرا گڈریہ سے منگا کر نوشہ اور دولہن کے اوپر سے صدقہ کرکے اسی گڈریہ کو مع کچھ نیگ کے جسکی مقدار دو آنے یا چار آنے قیمت ہے دیدیا جاتا ہے۔ دیکھو یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اگر بکرا خریدا ہے تو اسکی قیمت کہاں دی اگر یہی ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کو خرید لو۔ اور اگر خریدا نہیں تو وہ اس گڈریہ کی ملک ہے تو یہ پرائے مال کے صدقہ کرنے کے کیا معنی یہ تو وہی مثل ہے حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ پھر صدقہ کا مصرف گڈریہ بہت موزوں ہے۔ غرض سرتاپا لغو حرکت ہے اور بالکل اصولِ شریعت کے خلاف۔

۶۴- اسکے بعد بہو کو اُتار کر گھر میں لاتی ہیں اور ایک بوریئے پر قبلہ رُخ بٹھاتی ہیں اور سات سہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں پھر اس کھیر کو ان میں سے ایک سہاگن منہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم بالکل شگون اور فالوں سے مل کر بنی ہے جس کا منشا عقیدے کی خرابی ہے اور قبلہ رُخ ہونا بہت برکت کی بات ہے لیکن یہ مسئلہ بس ان ہی خرافات پر عمل کرنے کے لئے رہ گیا اور کبھی عمر بھر چاہے نماز کی بھی توفیق نہ ہوئی ہو۔ اور جب اسکی پابندی فرض سے بھی بڑھ کر ہونے لگے اور ایسا نہ کرنے کو بدشگونی سمجھا جائے تو یہ بھی شرع کی حد سے بڑھ جانا ہے اسلئے یہ بھی جائز نہیں بعض جگہ یہاں بھی نوشہ گود میں لے کر دولہن کو اُتارتا ہے اسکی قباحتیں اوپر بیان ہو چکیں

۶۵- یہ کھیر دو طباقوں میں اُتاری جاتی ہے ایک اُن میں سے ڈومنی کو رشا باش ری ڈومنی تیرا تو سب جگہ ظہور ا ہے، اور ایک نائن کو مع کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں دیا جاتا ہے یہ سب محض رسوم کی پابندی اور خرافات ہے۔

۶۶- اسکے بعد ایک ٹ دومن کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جسمیں علاوہ پابندی کے بجز ریا و تفاخر اور کچھ نہیں۔

۶۷- اسکے بعد بہو کا منہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا سب سے بڑی عورت خاندان کی بہو کا منہ دیکھتی ہے اور کچھ منہ دکھلائی دیتی ہے جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ اسکی ایسی سخت پابندی ہے کہ جسکے پاس منہ دکھلائی نہ ہو وہ ہرگز ہرگز منہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ لعنت و ملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جاتا ہے جسکو کسی طرح اٹھا ہی نہ سکے۔ غرض اسکو واجبات سے قرار دیا ہے جو صاف شرعی حد سے بڑھ جانا ہے پھر اسکی کوئی معقول وجہ نہیں سمجھ میں آتی کہ اسکے ذمہ منہ پر ہاتھ رکھنا بلکہ ہاتھوں منہ کھلنا یہ کیوں فرض کیا گیا ہے اور فرض بھی ایسا کہ اگر کوئی نہ کرے تو تمام برادری میں بے حیا بے شرم، بے غیرت مشہور ہو جائے بلکہ ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی مسلمان کافر بن جائے پھر خود ہی کہو اس میں بھی شریعت کی حد سے باہر ہو جانا ہے یا نہیں اس شرم میں اکثر بلکہ ساری دولہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں اگر ساتھ والی نے موقع پا کر پڑھوا دی تو خیر ورنہ عورتوں کے مذہب میں اسکو اجازت نہیں کہ خود اُٹھ کر یا کسی سے کہہ سن کر نماز کا بندوبست کرے اسکو ذرا اِدھر اُدھر ہلنا، بولنا چالنا، کھانا پینا، اگر کھجلی بدن میں اُٹھے تو کھجلانا۔ اگر جمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو جمائی انگڑائی لینا، یا نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا۔ پیشاب پاخانہ خطا ہونے لگے تو اسکی اطلاع تک کرنا بھی ان عورتوں کے مذہب میں حرام بلکہ کفر ہے۔ اس خیال کی وجہ سے دُلہن دو چار دن پہلے سے بالکل دانہ پانی چھوڑ دیتی ہے کہ کہیں پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو جو سب میں بدنامی ہو جائے۔ خدا جانے اس بیچاری نے کیا جرم کیا تھا جو ایسی سخت کال کوٹھڑی میں یہ مظلومہ قید کی گئی۔ خود سوچو کہ اس میں بلا وجہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے یا نہیں پھر کیونکر اجازت ہو سکتی ہے۔ اور یاد رہے کہ نمازوں کے قضا ہونے کا گناہ اسکو تو ہوتا ہی ہے لیکن اور سب عورتوں کو بھی اتنا ہی گناہ ہوتا ہے جن کی بدولت یہ رسمیں قائم ہیں اسلئے ان سب خرافات کو موقوف کرنا چاہیئے۔ اور بعض شہروں

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہیں یہ بیہودگی ہے کہ کنبے کے سارے مرد بھی دُلہن کا منہ دیکھتے ہیں استغفراللہ ونعوذ باللہ۔

۶۸۔ یہ سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں اسکے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتی ہیں اور کچھ مٹھائی دے کر اُٹھا لیتی ہیں یہ بھی خرافات شگون ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے اسپر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی۔ توبہ توبہ کیا بُرے خیالات ہیں۔

۶۹۔ اسکے بعد بہو کو اُٹھا کر چارپائی پر بٹھاتی ہیں پھر نائن دولہن کے دائیں پیر کا انگوٹھا دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنی وغیرہ جو بہو کے ایک پلّو میں بندھا ہوتا ہے انگوٹھا دھلائی میں نائن کو دیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے یہ بھی کوئی شگون ہے۔

۷۰۔ بعد آنے دولہن کے شکرانہ کے دو طباق ایک اسکے لئے دوسرا نائن کے لئے جو بہو کے ساتھ آتی ہے بنائے جاتے ہیں اسوقت بھی وہی سہاگنیں مل کر کچھ دانے بہو کے منہ کو اس بیچاری کے للچانے کے لئے لگا کر آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں شاباش شاباش یہ سب شگون معلوم ہوتا ہے۔

۷۱۔ پھر دولہا والوں کی نائن دولہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلواتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دُھلوائی دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے اسمیں بھی وہی بیحد پابندی اور انعام میں جبر کی خرابی ہے۔

۷۲۔ کھانا کھاتے وقت ڈومنیاں گالیاں گاتی ہیں کمبختوں پر خدا کی مار اور اس نائن سے نیگ لیتی ہیں ماشاءاللہ گالیاں کی گالیاں کھاؤ اور اوپر سے انعام دو۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے خدا کی پناہ۔

۷۳۔ جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک ایک جوڑا سب ڈومنیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں واہ کیا اچھی زبردستی ہے۔ سان شان میں تیرا ایمان۔ اگر کوئی کہے یہ زبردستی نہیں اسکو تو سب مانے ہوئے ہیں تو جواب یہ ہے کہ جب جانتی ہیں کہ نہ ماننے سے نکو بنائی جائیں گی تو اس زبردستی کے ماننے کا کیا اعتبار ہے۔ زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے جس کی چوری ہو جاتی ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم مال چھین لیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا ایسے ماننے سے کسی کا مال حلال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں جو بٹوے اور کمربند اور تھیلیاں ہوتی ہیں وہ سب ڈومنیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور حصّے رسد بہو کو بھی دیتی ہیں۔

۷۴۔ رات کا وقت تنہائی کے لئے ہوتا ہے جس میں بعض بیحیا عورتیں جھانکتی تاکتی ہیں اور موافق مضمون حدیث کے لعنت میں داخل ہوتی ہیں۔

۷۵۔ صبح کو یہ بیحیائی ہوتی ہے کہ رات کا بستر چادر وغیرہ دیکھی جاتی ہے اس سے بڑھ کر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبے میں نائن کے ہاتھ پھرایا جاتا ہے کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً حرام ہے خصوصاً ایسی حیا کی بات کی شہرت سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ بچائے۔

۷۶۔ عصر مغرب کے درمیان میں بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اسوقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو سوا روپیہ یا پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیئے جاتے ہیں اس میں بھی وہی بیحد پابندی اور مزدوری دینے کی خرابی موجود ہے۔

۷۷۔ بہو کے آنے سے اگلے دن اسکے عزیز قریب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لے کر آتے ہیں اس آمد کا نام چوتھی ہے اسمیں بھی وہی بیحد پابندی کی علت لگی ہوئی ہے علاوہ اسکے یہ رسم کافروں کی ہے اور کافروں کی موافقت منع ہے۔

۷۸۔ بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے پاس علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں مگر اسکی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نامحرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب و زینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے غیرتی ہے اور وہ بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں اور چوتھی کا جوڑا مع تیل و عطر اور کمینوں کے خرچ کے گھر میں بھیج دیتے ہیں یہ سب اسی بیحد پابندی میں داخل ہے۔

۷۹۔ جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ سوا روپیہ اور کم سے کم چار آنے ہیں لے کر ہاتھ دھلاتا ہے۔ اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے جتنے حقوق خدا کے اور بندوں کے ہیں سب میں توقف ہو جائے مگر اس من گھڑت حق میں جو سچ پوچھو تو ناحق ہے کیا مجال کہ ذرا فرق آجائے بلکہ پیشگی وصول کیا جائے پہلے اسکا قرض ادا کر دو تب کھانا نصیب ہو۔ استغفراللہ مہمانوں سے دام لے کر کھانا کھلانا یہ ان ہی عقل کے دشمنوں کا کام ہے۔ یہ بھی بیحد پابندی اور شرعی حد سے آگے بڑھنا اور انعام میں جبر کرنا ہے۔

۸۰۔ کھانا کھانے کے وقت چوتھی والوں کی ڈومنیاں دروازے پر بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے۔ حاجتمندوں کو خوشامد اور دعاؤں پر بھی پھوٹی کوڑی نہ دیں اور ان بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپے بخشیں۔ واہ رے رواج تو بھی کیسا زبردست ہے خدا تجھے ہمارے ملک سے غارت کرے۔

۸۱۔ دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی رخصت کرتے ہیں ماشاءاللہ بھلا اس مٹھائی کے بھیجنے سے اور پھر واپس لیجانے سے کیا حاصل ہوا۔ شاید اس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آجانے کے لئے بھیجی ہوگی۔ یہ خیال تو گرو رسم کی پابندی میں عقل بھی جاتی رہتی ہے اور بیحد پابندی کا گناہ والزام الگ رہا۔

۸۲۔ اور بہو کے ساتھ نوشہ بھی جاتا ہے اور رخصت کرتے وقت وہی چاول چینی پلوؤں میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے بندھ کر آئی تھیں یہ بھی خرافات و شگون ہے۔

۸۳۔ وہاں جا کر جب دولہن اُتاری جاتی ہے تو اسکا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھو کر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلّو میں بندھا ہوتا ہے لے لیتی ہے وہی شگون یہاں بھی ہے۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۸۴- جب دولہا گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی کے نام سے کم از کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش ایک تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں۔ اول تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دی حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے بے تکلفی بڑھتی ہے۔ اجنبی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے پھر اس انعام کو حق لازمی سمجھنا یہ بھی زبردستی کر کے لینا اور شرعی حد سے نکل جانا ہے بعض جگہ جوتا چھپائی کی رسم نہیں مگر اس کا انعام باقی ہے کیا واہیات بات ہے۔

۸۵- اس سے بدتر چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے اسمیں اس درجہ کی بیحیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں۔ پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں ان کے شوہر باوجود معلوم ہونے کے اسکا انتظام اور منع نہ کرنے کی وجہ سے دیوث بنتے ہیں اور کافروں کی مشابہت ان سب کے علاوہ اور بعض وقت ایسی چوٹیں لگ جاتی ہیں کہ آدمی تلملا جاتا ہے اس کا گناہ الگ۔

۸۶- جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اسکے داہنے پیر کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں یہ سب شگون اور بیحد پابندی میں داخل ہے۔ ان سب موقعوں میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے ان کے رواج میں نائی کے اختیارات چونکہ بہت زیادہ ہیں اسلئے اسکی بڑی قدر ہے۔ بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو ان سے لے لئے مگر تنخواہ وہی رکھی جو اکثر جگہ محض ناحق کا لینا دینا ہے جہاں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں نکل سکتی۔

۸۷- اب کھانے کا وقت آیا تو نائی صاحب روٹھے بیٹھے ہیں ہزاروں منتیں کرو خوشامد کرو مگر ان کا ہاتھ ہی نہیں اٹھتا کہ جب تک ہم کو نہ دو گے ہم نہ کھائینگے، جب حق ملجائے گا تب کھائینگے سبحان اللہ کیا عقل کی بات ہے کہ کھانے کا کھانا کھائیں اوپر سے دانت گھسائی مانگیں۔ اس طوفانِ بے تمیزی میں حیا، شرم، عقل، تہذیب سب طاق پر رکھ دیئے جاتے ہیں اسمیں بھی احسان میں زبردستی کی اور دینے میں ریا و نمائش کی علت موجود اسلئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۸۸- دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دولہا دولہن کو لے جاتے ہیں اسکو بہوڑہ کہتے ہیں اور اس میں بھی وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوتی تھیں جو برائیاں اور گناہ اس میں تھے وہی یہاں بھی سمجھ لو۔

۸۹- اسکے بعد بہو کے میکے سے کچھ عورتیں اسکو لینے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں وہی بیحد پابندی۔

۹۰- یہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی ریا و نمود۔

۹۱- پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے تو نئی کھجوریں ساتھ کی جاتی ہیں وہی بیحد پابندی۔

۹۲- اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی فخر و ریا یہاں بھی۔

۹۳- اسکے بعد اگر شب برات یا محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا۔ یہ پابندی کونسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ وجہ اسکی صرف جاہلیت کا ایک خیال ہے کہ محرم اور شب برات کو نعوذ باللہ نامبارک سمجھتی ہیں اسلئے دولہا کے گھر ہونا نامناسب جانتی ہیں۔

۹۴- اور رمضان بھی وہیں ہوتا ہے قریب عید سواری بھیج کر بہو کو بلاتی ہیں۔ غرض یہ کہ جو تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں جیسے محرم کہ یہ رنج و غم کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ رمضان میں بھی بھوک پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شب برات کو عام لوگ جلتا بلتا کہتے ہیں غرض یہ سب باپ کے حصہ میں اور عید جو خوشی کا تہوار ہے وہ گھر ہونا چاہیئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۹۵ اور وہاں سے دو تین من جنس مثل سویاں، آٹا میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا دولہن کو جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور کچھ شیرینی دی جاتی ہے۔ یہ ایسا ضروری فرض ہے کہ گو سودی قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ شرعی حد سے بڑھ جانا ہے۔

۹۶ بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور نقد اور جوڑے وغیرہ دونوں طرف سے بہو کے ہمراہ کر دیئے جاتے ہیں اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری و سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اسکے بدلے اور برابری کا بھی پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کر کے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت سچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اسکے بعد کوئی کسی کو نہیں پوچھتا۔ سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطرداری کرنے والے الگ ہوئے اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش جس قدر روپیہ بیہودہ اڑایا ہے اگر ان دونوں کے لئے اس سے کوئی جائیداد خریدی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا تو کس قدر راحت ہوتی ساری خرابی ان رسوم کی پابندی سے ہے۔

۹۷- دونوں طرف کی شیرینی دونوں کی برادری میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کا منشا وہی ریا ہے اور اگر وہ شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر ملاؤ یہ بھی جرمانہ ہے۔

۹۸- بعض جگہ کنگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو کافروں کی رسم ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

۹۹- بعض جگہ آرسی مصحف کی بھی رسم ہے اسمیں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں جو بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہیں۔

۱۰۰- بعض جگہ آرائش اور آتشبازی کا سامان ہوتا ہے جو سراسر افتخار اور مال کا بیہودہ اڑانا ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱۰۱- بعض جگہ ہندوستانی یا انگریزی باجے بجتے ہیں ان کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے اور کہیں ناچ بھی ہوتا ہے جسکا حرام ہونا پہلے باب میں بیان کر دیا گیا ہے۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۱۰۲- بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں کو مثلاً اٹھارہ سال کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے یہ اعتقاد بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہے۔

۱۰۳- بعض جگہ جہیز کے پلنگ میں چاندی کے پائے، چاندی کی سُرمہ دانی، سلائی، کٹورے وغیرہ دیئے جاتے ہیں جن کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں صاف صاف ممانعت آئی ہے لہٰذا اسکا دینا بھی حرام ہے کیونکہ ایک حرام بات میں مدد دینا اور اسکی موافقت کرنا ہے یہ سب واقعے تو تم سے اوپر ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ کسی میں دو کسی میں چار پانچ اور بعض میں تیس تک جمع ہیں اگر ہر واقعہ پیچھے تین تین گناہ کا اوسط رکھو تو یہ شادی تین سو سے کچھ زائد گناہوں کا مجموعہ ہے جس نکاح میں تین سو سے زائد حکم شرعی کی مخالفت ہوئی ہو اسمیں بھلا خیر و برکت کا کیا ذکر۔ غرض یہ سب واقعے ان گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔

(۱) مال کا بیہودہ اڑانا (۲) بیحد ریا و افتخار یعنی نمود اور شان (۳) بیحد پابندی (۴) کافروں کی مشابہت (۵) سودی قرض یا بلاضرورت قرض لینا (۶) انعام و احسان کو زبردستی سے لینا (۷) بے پردگی (۸) شرک اور عقیدے کی خرابی (۹) نمازوں کا قضا ہونا یا مکروہ وقت میں پڑھنا (۱۰) گناہ میں مدد دینا (۱۱) گناہ پر قائم و برقرار رہنا اور اسکو اچھا جاننا جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے چنانچہ کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ بیہودہ مت اڑاؤ بیشک اللہ تعالٰی پسند نہیں کرتے بیہودہ اڑانے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے بیہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دکھانے کے لئے کوئی کام کرے، دکھائے گا اللہ تعالٰی اسکو یعنی اسکی رسوائی کو اور جو شخص سُنانے کے لئے کوئی کام کرے سنائے گا اللہ تعالٰی اسکے عیب قیامت کے روز۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالٰی کی حدوں سے آگے مت بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شے شرع میں ضرور نہیں اسکو ضرور سمجھنا اور اس کی بیحد پابندی کرنا بُرا ہے کیونکہ اس میں خدائی حد سے آگے بڑھنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے کو، اور فرمایا ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں اور قرض لینے کے بارے میں بھی حدیثوں میں بہت دھمکیاں اور ممانعت آئی ہے اسلئے بے ضرورت وہ بھی گناہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بغیر اسکی خوشدلی کے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی قسم کی زبردستی کرکے مجبور کرکے دباؤ ڈال کر لینا حرام ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالٰی دیکھنے والے کو اور جسکی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی بُرائی اور اسکا حرام ہونا ثابت ہوا کہ دیکھنے والے پر بھی لعنت ہے اور جو سامنے آجائے احتیاط سے پردہ نہ کرے اس پر بھی لعنت ہے اور مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا بھی دونوں گناہ ہیں شرک کی بُرائی کون نہیں جانتا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے۔ دیکھو اس سے نماز قضا کرنے کی

کتنی بُرائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی صحیح اور ٹھیک نہیں رہتا۔ فرمایا اللہ تعالٰی نے ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں اور حدیث میں ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہوا اور بُرا کام کرنے سے جی بُرا ہوا پس تو مومن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو اچھا جاننا اور اس پر قائم و برقرار رہنا ایمان کا ویران کرنے والا ہے اور حدیث میں خاص کر ان رسوم جہالت کے بارے میں بہت سخت دھمکیاں آئی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالٰی کو تین شخصوں کے ساتھ ہے اُن میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے، اسکے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں ہم زیادہ بیان نہیں کرتے پس مسلمان پر فرض و واجب ہے ایمان و عقل کی بات یہ ہے کہ ان رسموں کی بُرائی جب عقل و شرع سے معلوم ہو گئی تو ہمت کرکے سب کو خیرباد کہے اور نام و بدنامی پر نظر نہ کرے بلکہ اسکا تجربہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالٰی کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیکنامی ہوتی ہے اور ان رسموں کی موقوفی کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کرے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اسکا ساتھ نہ دے تو خود ہی شروع کرے۔ دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے کیونکہ ان خرافات سے سب کو تکلیف ہے، اسی طرح انشاء اللہ تعالٰی چند روز میں عام اثر پھیل جائے گا اور ابتداء کرنے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا مرنے کے بعد بھی ملے گا بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جسکو نہ ہو وہ نہ کرے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ جب ان رسموں کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا پھر گنجائش سے اجازت کب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کرینگے تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظ آبرو کے لئے ضرور کرینگے اسلئے ضروری اور انتظام کی بات یہی ہے کہ سب ہی چھوڑ دیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی مصلحت سے گناہ کی بات کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی پھر یہ کہ میل ملاپ اسپر موقوف نہیں۔ بلا پابندی رسوم اگر ایک دوسرے کے گھر جائے یا اسکو بلائے اسکو کھلائے پلائے کچھ امداد و سلوک کرے جیسا یاروں دوستوں میں راہ و رسم جاری ہے، تو کیا یہ ممکن نہیں بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے اکثر رنج و تکرار و شکایت اور پُرانے کینوں کا تازہ کرنا اور تقریب والے کی عیب جوئی، اسکو ذلیل کرنے کے درپے ہونا، اسی طرح کی اور دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں اور چونکہ ایسا لینا دینا کھلانا پلانا دستور کی وجہ سے لازم ہو گیا ہے اسلئے کچھ خوشی و مسرت بھی نہیں ہوتی نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بیگار سی اُتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا حق ضروری سمجھتا ہے پھر لطف کہاں رہا، اسلئے ان ساری خرافات کا موقوف کر دینا واجب ہے، منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نشانی اور شیرینی کی حاجت۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں زبانی یا بذریعہ خط و کتابت کوئی وقت ٹھیرا کر دولہا کو بلا لیں۔ ایک اسکا سرپرست اور ایک اسکا خدمت گذار اسکے ساتھ آنا کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت نہ برات کی ضرورت

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

نکاح کر کے فوراً ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اسکو رخصت کریں اور اپنی گنجائش کے موافق جو ضروری اور کام کی چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں بلا اوروں کو دکھلائے اور شہرت دیئے اسکے گھر بھیجدیں یا اپنے ہی گھر اسکے سپرد کر دیں نہ سسرال کے جوڑے کی ضرورت نہ چوتھی بہوڑے کی حاجت پھر جب چاہیں دولہن والے بلالیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلالیں اپنے اپنے کمینوں کو گنجائش کے موافق خود ہی دیدیں۔ نہ یہ اُن سے دلائیں نہ وہ ان سے۔ منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضرور نہیں بکھیر بھی فضول ہے اگر توفیق ہو شکریہ میں حاجتمندوں کو دیدو کسی کام کے لئے قرض مت لو البتہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت و اختصار کے ساتھ نہ کہ فخر و اشتہار کے ساتھ ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں حدیث میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے یعنی یہ بڑا ہی بُرا کھانا ہے اسلئے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اسکا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں اسکا کھانا اور کھلانا کچھ بھی جائز نہیں۔ دیندار کو چاہیئے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک ہو بلکہ صاف انکار کر دے۔ برادری کنبے کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے روبرو کچھ کام نہ آوے گی اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔

مہر زیادہ بڑھانے کا بیان

انہی رسوم میں سے مہر زیادہ ٹھہرانے کی رسم ہے جو خلاف سُنّت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ اسلئے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی دُنیا میں اور تقوی کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسکے زیادہ مستحق تھے مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ پر۔ اور بعضی روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ آئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اسلئے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اوّل تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں پھر جو کچھ بھی ہو اور جو مہر کے تقاضے کے خوف سے نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں یعنی نہ طلاق دیتے ہیں نہ پاس رکھتے ہیں بیچ اَدھر میں ڈال رکھا نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی۔ اُن کا کوئی کیا کر لیتا ہے یہ سب فضول عذر ہیں اصل یہ ہے کہ افتخار کے لئے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو سو فخر کے لئے کوئی کام کرنا گو اصل میں وہ کام جائز ہو حرام ہو جاتا ہے تو بھلا اس کا کیا کہنا جو خود بھی سنت کے خلاف اور مکروہ ہو وہ تو اور بھی منع اور بُرا ہو جائے گا۔ سنت تو یہی ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کا سا مہر باندھنا ٹھہرائے اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی حیثیت کے موافق مقرر کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں۔

نبی علیہ السلام کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نکاح کا بیان

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورؐ سے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرما دیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپ پر فوراً حکم الٰہی آیا اور آپ نے اُن کی عرض کو قبول کر لیا (اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے جن کا آج کل رواج ہے سب لغو اور سنت کے خلاف ہیں بس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے) اسوقت عمر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیس ۲۱ برس کی تھی (اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد نکاح میں توقف کرنا اچھا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دولہن کی عمر میں جوڑ ہونے کا لحاظ بھی رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں کسی قدر دولہن سے بڑا ہو) حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اے انسؓ جاؤ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ (اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانا کچھ مضائقہ نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جائے جو کہ مقصود ہے مگر اس اجتماع میں اہتمام و کوشش نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب نزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں) یہ سب صاحب حاضر ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا (اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا پیچھے پیچھے پھرنا یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے) اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا جس کی مقدار کا تخمینہ صـ۴۳ کے حاشیہ میں آچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا مقرر کرنا بھی خلاف سنت ہے، بس مہر فاطمی کافی اور برکت کا باعث ہے (اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم مناسب ہے) پھر آپ نے ایک طبق میں خرمے لے کر حاضرین کو پہنچا دیئے (پھر حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر بھیج دیا) بہنو دیکھو! یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم نہ دھام نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیر۔ نہ آپ نے حضرت علیؓ سے کمینوں کا خرچ دلوایا نہ کنبہ برادری کا کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر دونوں جہان کے سردار کی پیروی کریں۔ اور اپنی عزت کو حضورؐ کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ منہ) پھر حضورؐ پُر نور اُن کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانی منگایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں (اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہنوں کو شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی سنت کے خلاف ہے) حضرت نے کلی کر کے اس میں ڈالدی اور حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو اور آنکے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

دعا کی کہ الٰہی ان دونوں کی اولاد کو شیطانِ مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں پھر فرمایا کہ ادھر پیٹھ کرو اور آپ نے اُن کے شانوں
کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل اُنکے ساتھ بھی کیا مگر
پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا (مناسب ہے کہ دولہا دولہن کو جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ برکت کا سبب ہے) ہندوستان میں یہ
بُری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کے بھی دولہا دولہن میں پردہ رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ اور ایک
روایت میں ہے کہ نکاح کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی
لے کر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دعا کی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور حضرت فاطمہؓ کو آگے پیچھے حکم فرمایا کہ اسکو پئیں اور وضو کریں پھر دونوں صاحبوں کے لئے طہارت اور آپس میں محبت ہونے
کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ آرام کرو (اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی باعث
برکت ہے) اور جہیز حضرت سیدۃ النساء کا یہ تھا، دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں دو نہالی جن میں السی کی چھال بھری تھی
اور چار گدے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی، اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے
کا برتن یعنی گھڑا۔ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے (جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے اول اختصار کہ گنجائش
سے زیادہ تردد نہ کرو دوسرے ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو وہ دینا چاہیئے۔ تیسرے اعلان و اظہار نہ
ہونا چاہیئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
فعل سے جو ابھی بیان ہوا تینوں باتیں ثابت ہیں) اور حضور نے کام اسطرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ذمہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذمہ (نہیں معلوم ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کاروبار سے
عار کیوں کی جاتی ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا کئی صاع جو کی روٹی پکی ہوئی اور کچھ خرمے
کچھ مالیدہ (ایک صاع نبری سیر سے ایک چھٹانک اوپر ساڑھے تین سیر ہوتا ہے) پس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف
و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہوا اپنے خاص لوگوں کو کھلاوے۔

حضرت کی بیبیوں کا نکاح

حضرت خدیجہ کا مہر پانچسو درم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابو طالب نے اپنے ذمے رکھے اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درم کی تھی۔ اور حضرت جویریہؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا
چار سو دینار تھے جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمہ رکھے اور حضرت سودہؓ کا مہر چار سو درم تھے اور ولیمہ حضرت اُم سلمہؓ کا کچھ جو

کا کھانا تھا اور حضرت زینبؓ بنتِ جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلایا گیا اور حضرت صفیہؓ
کی دفعہ جو جو کچھ صحابہؓ کے پاس حاضر تھا سب جمع کر لیا گیا یہی ولیمہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ولیمہ وہ خود فرماتی ہیں
نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، سعد بن عبادہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا بس وہی ولیمہ تھا۔

شرع کے موافق شادی کا ایک نیا قصہ

یہ قصہ اس غرض سے لکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ رسموں کی بُرائی سُن کر پوچھتے ہیں کہ جب یہ رسمیں نہ ہوں تو پھر کس طریقہ
سے شادی کریں۔ اس کا جواب مہر زیادہ بڑھانے کے بیان سے ذرا پہلے گذر چکا ہے کہ کس طرح شادی کریں اور پھر ہمنے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور بیبیوں کی شادی کا قصہ بھی ابھی لکھ دیا ہے سمجھدار آدمی کے واسطے کافی ہے۔
مگر پھر بھی بعضے کہنے لگتے ہیں کہ صاحب اس زمانہ کی اور بات تھی آجکل کر کے دکھلاؤ تو دیکھیں۔ اور نرے زبانی طریقے تبلانے
سے کیا ہوتا ہے۔ اس قصے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ آجکل بھی اس طرح شادی ہو سکتی ہے پھر یہ کہ یہ قصہ نہ مولویوں اور درویشوں کے خاندان
کا ہے اور نہ کسی غریب آدمی کا ہے نہ کسی چھوٹی قوم کا ہے۔ دونوں طرف ماشاء اللہ خوب کھاتے پیتے دنیاداری برتنے والے شریف
آبرودار گھروں کا ہے اسواسطے کوئی یوں بھی نہیں کہہ سکتا کہ مولوی درویش لوگوں کی اور بات ہے، یا یہ کہ اُن کے پاس کچھ تھا ہی نہیں
اس مجبوری کو شرع کے موافق کر لیا۔ اس قصے سے سارے شبہے جاتے رہینگے۔ اسی سال کی بات ہے کہ ضلع مظفر نگر کے دو قصبوں
میں ایک قصبے میں دولہا والے ایک میں دولہن والے ہیں، مدتوں سے دونوں طرف ڈول میں بڑے بڑے حوصلے تھے لیکن عین وقت
پر خدائے تعالیٰ نے دونوں کو ہدایت کی کہ شرع کا حکم سُنکر اپنے سب خیالات کو دل سے نکال کر خدا و رسول کے حکم کے موافق
تیار ہو گئے۔ نہ شادی کی تاریخ مقرر کرنے کو یا مہندی لے جانے کو یا جوڑا لے جانے کو نائی بھیجا گیا نہ اسکے متعلق کوئی رسم برتی
گئی، نہ دولہن کے بٹنا ملنے کے واسطے بیبیاں جمع کی گئیں، خود ہی گھر والیوں نے مل دل دیا۔ نہ دولہا یا دولہن والے گھروں
میں کسی کو مہمان بلایا، نہ کسی عزیز و قریب کو اطلاع کی۔ شادی سے پانچ چھ روز پہلے خط کے ذریعہ سے شادی کا دن ٹھہر گیا۔
دولہا اور دولہا کے ساتھ ایک اسکا بڑا بھائی تھا، دولہن کے ولی شرعی نے اس بڑے بھائی کو رقعہ کے ذریعہ سے نکاح کی اجازت
دی تھی اور ایک ملازم کار خدمت کے لئے تھا اور ایک کم عمر بھتیجا اس مصلحت سے ساتھ لیا تھا کہ شاید کوئی ضروری بات گھر میں کہلا
بھیجنے کی ضرورت ہو تو یہ بچہ پردے کے قابل نہیں ہے۔ بے تکلف گھر میں جا کر کہدے گا بس کل اتنے آدمی تھے جو کرایہ کی ایک
بہلی میں بیٹھ کر جمعہ کے دن دولہن کے گھر پہنچ گئے۔ دولہن کا جوڑا ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا اور دولہا اپنے گھر کے کپڑے پہنے
ہوئے تھا وہاں پہنچکر ملنے والوں کو کہلا بھیجا گیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہو گا۔ نماز جمعہ کے قریب دولہا کا جوڑا گھر میں سے

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

آ گیا اسکو پہن کر جامع مسجد میں چلے گئے۔ بعد نماز جمعہ اول مختصر سا وعظ ہوا جس میں رسموں کی خرابیوں کا بیان تھا۔ اس وعظ میں جتنے آدمی تھے خوب سمجھ گئے۔ بعد وعظ کے نکاح پڑھا گیا اور چھوہارے باہر اور گھر میں تقسیم ہوئے جو لوگ نہ آسکے تھے ان کے گھر بھی بھیج دیئے۔ عصر سے پہلے سب کام پورا ہو گیا بعد مغرب کے دولہا والوں کو ہمیشہ کے وقت پر نفیس کھانا کھلایا گیا اور عشاء کے بعد عورتوں کو ویسا ہی وعظ سنایا گیا ان پر بھی خوب اثر ہوا اور وقت پر چین سے سو رہے۔ اگلے روز تھوڑا ہی دن چڑھا تھا کہ دولہن کو ایک بہلی میں بٹھا کر رخصت کر دیا گیا ہمراہی میں ایک رشتہ دار بی بی اور خدمت کے لئے ایک نائن تھی۔ یہ بہلی دولہن کے جہیز میں ملی تھی اور پالکی یا میانہ وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں کی گئی اور جہیز بھی ساتھ نہیں کیا گیا۔ دولہن والوں نے اپنے کمینوں کو اپنے پاس سے انعام دیا۔ اور دولہا والوں نے سلامی کا روپیہ بھی نہیں لیا۔ بجائے بکھیر کے جو کہ دولہن کے سر پر ہوتی ہے بعض مسجدوں میں اور غریب غربا کے گھروں میں روپے پیسے بھیج دیئے گئے۔ ظہر کے وقت دولہا کے گھر آ پہنچے۔ دولہن کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جو بیبیاں دولہن کو دیکھنے آئیں ان سے منہ دکھائی نہیں لی گئی۔ اگلے دن ولیمہ کے لئے کچھ تو بازار سے عمدہ مٹھائی منگا کر اور کچھ کھانا دو طرح کا گھر میں پکوا کر مناسب جگہوں میں اپنے دوستوں اور ملنے والوں اور غریب غربا۔ اور نیک بخت اور طالب علموں کے لئے بھیج دیا گیا گھر پر کسی کو نہیں بلایا گیا۔ دولہن والوں کی طرف سے چوتھی کی رسم کے لئے کوئی نہیں آیا۔ تیسرے دن دولہا اور دولہن اسکے میکے چلے گئے اور ایک ہفتہ رہ کر پھر دولہا کے گھر آ گئے تو اس وقت کچھ اسباب جہیز بھی ساتھ لے آئے اور کچھ پھر بھی دوسرے وقت پر لانے کے لئے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ اس وقت دولہن اتفاق سے میانہ میں سوار تھی۔ دولہا کے کمینوں کو جو کچھ رسم کے موافق ملتا اس سے زیادہ انعام ان کو تقسیم کر دیا گیا۔ غرض ایسی چین امن سے شادی ہو گئی کہ کسی کو ذرا کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی طوفان ہوا۔ میں بھی اول سے آخر تک اس شادی میں شریک رہا۔ اسقدر حلاوت اور رونق تھی کہ بیان میں نہیں آتی۔ خدا کے فضل سے سب دیکھنے والے خوش ہوئے اور بہت لوگ تیار ہو گئے کہ ہم بھی یوں ہی کرینگے۔ چنانچہ اسکے بعد دولہن کے خاندان میں ایک شادی اور ہوئی وہ اس سے بھی سادی تھی۔ اگر زیادہ سادگی نہ ہو سکے تو اسی طرح کر لیا کرو جیسا اس قصے میں تم نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین یارب العالمین۔

بیوہ کے نکاح کا بیان

ان ہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں خاصکر شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے۔ صرف ہندوؤں کے میل جول اور کچھ جائیداد کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے، ایمان اور عقل کی بات یہ ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے، کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو درکنار، اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر کر بھی لے تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں، بات بات میں طعنہ دیتی ہیں۔ ہنستی ہیں ذلیل کرتی ہیں غرضکہ کسی بات میں بے چوٹ کئے نہیں رہتیں یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اسکو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا اسکے کرنے والے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی۔ ایک ایک دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ نعوذ باللہ ان کو بھی برا کہو گی۔ کیا توبہ توبہ تمہاری شرافت ان سے بھی بڑھ گئی کہ جو کام انہوں نے کیا، خدا اور رسول نے جس کا حکم کیا اسکے کرنے سے تمہاری عزت گھٹ جائے گی، آبرو میں بٹہ لگ جائے گا، ناک کٹ جائے گی۔ تو یوں کہو کہ مسلمان ہونا ہی تمہارے نزدیک بے عزتی کی بات ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک اس خیال کو اپنے دل سے دور نہ کرو گی اور پہلے اور دوسرے نکاح کو یکساں نہ سمجھو گی تب تک ہرگز تمہارا ایمان درست اور ٹھیک نہ ہو گا اسلئے اس خیال کے مٹانے میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے اور سوائے اسکے اور کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی کہ ننگ و ناموس کو دل سے نکال کر رسم و رواج کو طاق پر رکھ کر اللہ و رسول کو راضی اور خوش کرنے کیلئے ذرا بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔ انکار کرے تو اسکو رغبت دلاؤ کوشش کرو، دباؤ ڈالو غرض جس طرح بن پڑے نکاح کر دو اور خوب سمجھ لو کہ یہ انکار سب کا ظاہری انکار ہے جو فقط رواج کی وجہ سے ہوتا ہے رواج نہ ہو تو کوئی انکار نہ کرے جب تک ایسا نہ کرو گی، اور عام طور پر اس کا رواج نہ پھیلے گا ہرگز دل کا چور نہ نکلے گا۔

حدیث میں ہے جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اسلئے بیوہ عورتوں کے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا اور اسکا رواج پھیلائے گا اور جو بیوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے اور رواج پڑنے کے لئے اپنا نکاح کرے گی وہ سو شہیدوں کا ثواب پائیگی۔ کیا تم کو ان پر ترس نہیں آتا۔ ان کا حال دیکھ دیکھ کر تمہارا دل نہیں کڑھتا کہ ان کی عمر برباد اور وہ مٹی میں مل جاتی ہیں۔

تیسرا باب (۳)

ان رسموں کے بیان میں جن کو لوگ ثواب اور دین کی بات سمجھ کر کرتے ہیں

فاتحہ کا بیان

پہلے یہ سمجھو کہ فاتحہ یعنی مردے کو ثواب پہنچانے کا طریقہ کیا ہے، سو اسکی حقیقت شرع میں فقط اتنی ہے کہ کسی

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

نے کوئی نیک کام کیا اس پر جو کچھ ثواب اسکو ملا اُسنے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دے دیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں کو دے دیجئے اور پہنچا دیجئے۔ مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی یا روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ جو کچھ اسکا ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچا دیجئے۔ یا ایک آدھ پارہ قرآن مجید یا ایک آدھ سورت پڑھی اور اسکا ثواب بخش دیا چاہے وہ نیک کام آج ہی کیا ہو یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اتنا تو شرع سے ثابت ہے۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس میں کیا کیا بکھیڑے شامل کئے ہیں: اول تھوڑی سی جگہ لیپتے ہیں اس میں کھانا رکھتے ہیں بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مُردوں کو بخشتا ہے اس من گھڑت طریقے میں یہ خرابیاں ہیں۔

۱۔ بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ سارے جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر اسطرح پہنچائے ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ چنانچہ ایک ایک کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں جب تک کوئی اسطرح فاتحہ نہ کردے تب تک وہ کھانا کسی کو نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اب تک ثواب تو پہنچا ہی نہیں پھر کسی کو کیونکر دیا جائے۔ بعض وقت غیر محرم کو گھر میں بُلا کر فاتحہ دلاتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ خود میں نے دیکھا ہے کہ جب بہت سے مُردوں کو دلانا مقصود ہوتا ہے جن کے نام بتلا دینے سے یاد نہیں رہ سکتے وہاں فاتحہ دینے والے کو حکم ہوتا ہے کہ جب تو سب پڑھ چکے تو ہوں کر دینا بس ہوں کرنے کے وقت ایک ایک نام بتلا کر اس سے کہلایا جاتا ہے اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس وقت جس کا نام یہ لے گا اُسی کو ثواب ملے گا جسکا نہ لے گا اُسکو نہ ملے گا حالانکہ ثواب بخشنے کا اختیار خود کھانے کے مالک کو ہے نہ اس پڑھنے والے کو۔ اسکے نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خود یہ جس کو چاہے ثواب بخشے جسکو چاہے نہ بخشے یہ سب عقیدے کی خرابی ہے۔ بعض کم علم یوں کہتے ہیں کہ ثواب تو بغیر اسکے بھی پہنچ جاتا ہے لیکن اسوقت سورتیں اسلئے پڑھ لیتے ہیں کہ دوہرا ثواب پہنچ جائے ایک کھانے کا دوسرا قرآن مجید کا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہی مطلب ہے تو خاص اسوقت پڑھنے کی کیا وجہ۔ جو قرآن مجید تم نے صبح کو تلاوت کیا ہے بس اسی کو اسکے ساتھ بخش دیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اسوقت نہ پڑھے پہلے کا پڑھا ہوا ایک آدھ پارہ یا پورا قرآن مجید بخش دے یا یوں کہے اچھا مٹھائی تقسیم کر دو میں پڑھ کے بخشدوں گا تو کبھی کوئی نہ مانے گا، یا کوئی اس کھانے اور مٹھائی کے پاس نہ آوے وہیں دور بیٹھا بیٹھا پڑھ دے تب بھی کوئی نہیں مانتا۔ پھر اس صورت میں دوسرے سے فاتحہ کرانے کے کوئی معنی ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب اسی پڑھنے والے کو ہو گا تو تمہاری طرف سے تو بہر حال فقط مٹھائی کا ثواب پہنچا یہ اچھی زبردستی ہے کہ جب ہم ایک ثواب بخشیں تو کچھ نہ کچھ وہ بھی بخشے۔

۲۔ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے کھانا خیرات کرنے کی ضرورت نہیں

چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور بزرگ کا فاتحہ دلا کر خود کھا جاتے ہیں۔ گیارھویں وغیرہ کی مٹھائی اگر تقسیم بھی کیجاتی ہے تو کس کو فلانے نواب صاحب تحصیلدار صاحب پیشکار صاحب تھانیدار صاحب وغیرہ یا دوستوں کو بھیجی جاتی ہے۔ ہم نے کہیں نہیں سنا نہ دیکھا کہ سب کی سب یعنی فقراء اور مسکینوں کو خیرات کر دی گئی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ ہے کہ اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے اس کا ثواب پہنچے گا سو یہ اعتقاد خود غلط اور گناہ ہے اسلئے کہ خود وہ چیز تو پہنچتی ہی نہیں البتہ اسکا ثواب پہنچتا ہے تو جن کو بخشا انکو بھی نہیں پہنچا البتہ ایک دو سورت جو پڑھی ہیں صرف اسی کا ثواب پہنچا سو اگر ان ہی کا ثواب بخشنا تھا تو اس مٹھائی یا کھانے کا بکھیڑا ناحق کیا۔ خواہ مخواہ روپے دو روپے کا مفت احسان رکھا۔ اگر کہو کہ نہیں صاحب فقیروں کو بھی اس میں سے دے دیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ فقیروں کو دیا بہت سے بہت دس پانچ کو دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے مقصود تو پورے روپے کی مٹھائی کا ثواب بخشنا ہے اگر فقط اتنی ہی جلیبیوں کا ثواب بخشنا تھا تو روپے کا نام کیوں لیا اور جن کو دیا جاتا ہے اُن کو خیرات کے نام سے نہیں دیا جاتا بلکہ تبرک اور ہدیہ سمجھ کر دیتے ہیں چنانچہ اگر ان کو کچھ خیرات دو تو ہرگز نہ لیں بلکہ بُرا مانیں لہٰذا آج کل کے رواج کے اعتبار سے یہ فعل بالکل لغو اور بے معنی ہے۔

۳۔ اچھا ہم نے مانا کہ فاتحہ کے بعد وہ کھانا محتاج ہی کو دے دیا تو ہم کہتے ہیں کہ محتاج کو دینے اور کھلانے سے پہلے ثواب بخشنے کا کیا مطلب، تم کو تو ثواب اُسی وقت ملے گا جب فقیر کو دے دو یا کھلا دو۔ ابھی تم ہی کو ثواب نہیں ملا تو اس بیچارے مُردے کو کیا بخشا۔ غرض اس فعل کی کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔

۴۔ بعض کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود وہ چیز پہنچ جاتی ہے چنانچہ کھانے کے ساتھ پانی اور پان اور بعضے حقہ بھی اسی واسطے رکھتے ہیں کہ کھانا کھا کر پانی کہاں پاوینگے پھر منہ بد مزہ ہو گا اسلئے پان کی ضرورت پڑے گی۔ خدا کی پناہ جہالت کی بھی حد ہو گئی یہ بھی خیال رکھتی ہیں کہ جو چیز اُسکو زندگی میں پسند تھی اُس پر فاتحہ ہو چھوٹے بچے کی دودھ پر فاتحہ ہو مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ شبِ برات کی فاتحہ پر ایک بڑھیا نے کئی پھلجھڑیاں رکھ دی تھیں اور کہا تھا کہ ان کو آتشبازی کا بڑا شوق تھا خود کہو کہ یہ عقیدے کی خرابی ہے یا نہیں۔

۵۔ یہ بھی خیال ہے کہ اسوقت اسکی روح آتی ہے چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سلگانے کا یہی منشا ہے گو سب کا یہ خیال نہ ہو۔

۶۔ پھر جمعرات کی قید اپنی طرف سے لگالی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات ہی کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں۔ پھر اس قید سے ایک یہ بھی خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مُردوں کی رُوحیں جمعرات کو اپنے اپنے گھر آتی ہیں اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر نہیں تو خالی ہاتھ لوٹ جاتی ہیں یہ محض غلط خیال ہے اور بلا دلیل ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے اسی طرح کوئی تاریخ مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملیگا محض گناہ کا عقیدہ ہے۔

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

۷- اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق میں یا خوان میں رکھ کر اسکو سامنے رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں اس میں اُن خرابیوں کے علاوہ ایک بات پوچھنا ہے کہ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا ہے یا سارے کھانے کا اگر فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا تو یقیناً منظور نہیں بس ضرور یہی کہو گی کہ سب کا ثواب پہنچانا منظور ہے بس ہم کہتے ہیں کہ پھر فقط اتنے پر کیوں فاتحہ دلایا اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف اس طباق کا ثواب پہنچنا چاہیئے باقی تمام کھانا ضائع گیا اور فضول رہا - اگر یوں کہو کہ اسکا سامنے رکھنا کچھ ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے تو پھر اس طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی اس میں بھی نیت کافی تھی، یہ تو توبہ توبہ حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھیے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے اس کا ثواب بخش دیجئے۔ نعوذ باللہ منہ

۸- پھر اگر ثواب پہنچانے کے لئے اسکا سامنے رکھ کر پڑھنا ضروری ہے تو اگر روپیہ پیسہ یا کپڑا غلہ وغیرہ ثواب بخشنے کیلئے دیا جائے اسپر فاتحہ کیوں نہیں پڑھتی ہو اور اگر یہ ضروری نہیں تو کھانے اور مٹھائی میں کیوں ایسا کرتی اور ضروری سمجھتی ہو۔

۹- پھر ہم پوچھتے ہیں کہ زمین لیپنے کی کیا ضرورت پڑی وہ نجس تھی یا پاک۔ اگر ناپاک تھی تو لیپنے سے پاک نہیں ہوئی بلکہ اور زیادہ نجس ہوگئی کہ پہلے تو خشک ہونے کی وجہ سے پیالے وغیرہ میں لگنے کا شبہ نہ تھا، اب وہ برتن بھی نجس ہو جائینگے اور اگر پاک تھی تو لیپنا محض فضول حرکت ہے یہ بھی گویا ہندوؤں کا چوکا ہوا تو نعوذ باللہ مردوں کو چوکے میں بٹھا کر کھانا کھلاتی ہیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔ اسی طرح جس فاتحہ میں زیادہ اہتمام ہوتا ہے اسمیں چولھا وغیرہ لیپا جاتا ہے اسکا بھی یہی حال ہے۔

۱۰- بزرگوں کی فاتحہ میں ساری چیزیں اچھوتی ہوں، کورے گھڑے کورے برتن نکالے جائیں اُن میں پانی کنوئیں سے بھر کر آئے، گھر کا پانی نہ لگنے پائے اور اسکو کوئی نہ چھوئے نہ ہاتھ ڈالے نہ اس میں سے کوئی پیئے نہ جُھٹالے، سینی خوب دھو کر رکھ آئے۔ غرض گھر کی سب چیزیں نجس ہیں یہ عجیب خلافِ عقل بات ہے اگر وہ سچ مچ نجس ہیں تو اُن کو اپنے استعمال میں کیوں لاتی ہو ورنہ اس سارے پکھنڈ کی کیا ضرورت، شرعی حکم فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا خود کھانا جائز اُسے فقیر کو دینا بھی جائز اور جب فقیر کو دیدیا تو اب ثواب بخش دینا جائز۔ پھر یہ ساری باتیں لغو اور خلافِ عقل ہوئیں یا نہیں اگر کہو کہ صاحب وہ بڑی درگاہ ہے بزرگ لوگ ہیں اُن کے پاس چیز احتیاط سے بھیجنا چاہیئے۔ تو جواب یہ ہے کہ اول تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری احتیاط اور طہارت کی کچھ قدر نہیں اسکے نزدیک حلال اور طیب ہونے کی قدر ہے۔ اگر حرام مال ہوگا تو ہزار احتیاط کرو سب اکارت ہے۔ اور اگر حلال طیب ہے تو یہ سب فضول ہے وہ یوں ہی معمولی طور پر دے دینے سے بھی قبول ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خود اُن کی درگاہ میں بھیجنے کا عقیدہ ہوا تو یہ حرام اور شرک ہوگا کیونکہ اس کھانے کو اللہ کی راہ میں دینا مقصود ہے نہ خود اُنکے پاس بھیجنا، اور اُن کی راہ میں دینا، اگر ایسا عقیدہ ہو تو وہ کھانا بھی حرام ہو جائے گا بس جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ثواب بخشنا منظور ہو

تو جیسے اور چیزیں خدا کی راہ میں دیتی ہو اور اس میں خرافات نہیں کرتی ہو مثلاً فقیر کو پیسہ دیا اس کو دھوتی نہیں اناج غلہ دیا گھر کے پکے ہوئے کھانے میں سے روٹی وغیرہ دیتی ہو اسی طرح یہ بھی معمولی طور سے پکا کر دیدو کیونکہ یہ بھی بڑی درگاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جاتا ہے وہ بھی وہیں جاتا ہے پھر دونوں میں فرق کیسا۔ پھر خیال کرو تو اس میں ایک حساب سے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر بڑھا دینا ہے اور یہ دل کا چور الگ رہا کہ وہ بزرگوں کی درگاہ میں جاتا ہے اور یہ اللہ کی درگاہ میں جو کھلا ہوا شرک ہے۔

۱۱- اس سے بدتر یہ دستور ہے کہ ہر ایک کا فاتحہ الگ الگ کر کے دلایا جاتا ہے۔ یہ اللہ میاں کا، یہ محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا، یا حضرت بی بی کا۔ اس کا تو صاف یہی مطلب ہے کہ فقط اتنا اللہ میاں کو دیتی ہیں اور اتنا ان ان لوگوں کو۔ تو بھلا اسکے شرک ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ اسکا شرک اور بُرا ہونا کلام مجید میں صاف صاف مذکور ہے اس سے توبہ کرنا چاہیئے۔ بس ساری چیز خدا کی راہ میں دیدو پھر جتنوں کو ثواب بخشنا ہو بخش دو۔ پھر ایک لطف اور ہے کہ معمولی مردوں کا فاتحہ تو سب کا ایک ہی میں کرا دیتی ہیں بزرگوں اور بڑے لوگوں کا الگ الگ کراتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تو بیچارے غریب مسکین کمزور ہیں اسلئے ایک میں ہو جائے تب بھی کچھ حرج نہیں اور یہ بڑے لوگ ہیں ساجھے میں ہوگا تو لڑ مرینگے چھینا جھپٹی کرنے لگیں گے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

۱۲- حضرت بی بی کی فاتحہ میں ایک یہ بھی قید ہے کہ کھانا بند کر دیا جائے کھلا نہ رہے کیونکہ وہ پردہ دار تھیں تو اُن کے کھانے کا بھی غیر محرم سے سامنا نہ ہو۔ اس کا لغو ہونا خود ظاہر ہے۔

۱۳- حضرت بی بی کی فاتحہ اور صحنک کے کھانے میں یہ بھی قید ہے کہ مرد نہیں کھا سکتے بھلا وہ کھائینگے تو سامنا نہ ہو جائیگا اور ہر عورت بھی نہ کھائے، کوئی پاک صاف نیک بخت عورت کھائے۔ اور نہ وہ کھائے جس نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو یہ بھی بہت بُرا اور گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اسکی بھی بُرائی موجود ہے۔

۱۴- بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ اُن کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ اُن سے ہمارے کام نکلیں گے حاجتیں پوری ہوں گی اولاد ہوگی مال اور رزق بڑھے گا اولاد کی عمر بڑھے گی۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسطرح کا عقیدہ صاف شرک ہے خدا بچائے۔ غرض ان سب رسموں اور عادتوں کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر کسی کو ثواب بخشنا منظور ہو تو بس جس طرح شریعت کی تعلیم ہے اس طرح سیدھے سادے طور پر بخش دینا چاہیئے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور ان سب لغویات کو چھوڑ دینا چاہیئے بس بلا پابندی رواج جو کچھ توفیق اور میسر ہو پہلے محتاج کو دے دو پھر اس کا ثواب بخش دو ہمارے اس بیان سے گیارہویں، رجبی، توشہ وغیرہ سب کا حکم نکل آیا اور سمجھ میں آگیا ہوگا۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں یہ تو بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں نہ خود کھاؤ نہ کسی کو دو کیونکہ جس کا

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

کھانا درست نہیں دینا بھی درست نہیں۔

۱۵- بعضے آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اسکی منت مانتے ہیں، چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ اور دوسرے خیرات صدقے میں بھی جاہلوں نے بہت سے بے شرع رواج نکال رکھے ہیں چنانچہ ایک رواج اکثر جاہلوں میں یہ ہے کہ کسی بیماری کا اُتارا سمجھ کر چیلوں وغیرہ کو گوشت دیتے ہیں۔ چونکہ اکثر یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بیماری اسی گوشت میں لپٹ کر چلی گئی اور اسی لئے وہ گوشت آدمی کے کھانے کے قابل نہیں سمجھتے اور ایسے اعتقاد کی شرع میں کوئی سند نہیں اسلئے یہ بھی بالکل شرع کے خلاف ہے۔ ایک رواج یہ ہے کہ جانور بازار سے مول منگوا کر چھوڑتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے واسطے ایک جان کو آزاد کیا ہے اللہ میاں ہمارے بیمار کی جان کو مصیبت سے آزاد کر دینگے سو یہ اعتقاد کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہوتا ہے شرع میں اسکی بھی کوئی سند نہیں ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے۔ ایک رواج اس سے بڑھ کر غضب کا ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کی چوراہے پر رکھوا دیتے ہیں یہ بالکل کافروں کی رسم ہے، برتاؤ میں کافروں کا طریقہ ویسے بھی منع ہے اور جو اسکے ساتھ عقیدہ بھی خراب ہو تو اس میں شرک اور کفر کا بھی ڈر ہے، اس کام کے کرنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ اس پر کسی جن یا بھوت یا پیر شہید کا دباؤ یا ستاؤ ہو گیا ہے اُن کے نام بھینٹ دینے سے وہ خوش ہو جائینگے اور یہ بیماری یا مصیبت جاتی رہے گی سو یہ بالکل مخلوق کی پوجا ہے جس کا شرک ہونا صاف ظاہر ہے اور اس میں جو رزق کی بے ادبی اور راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ الگ رہا۔ ایک رواج یہ گھڑ رکھا ہے کہ بعضے موقعوں میں صدقے کے لئے بعضی چیزوں کو خاص کر رکھا ہے جیسے ماش اور تیل اور وہ بھی خاص بھنگی کو دیا جاتا ہے۔ اول تو ایسے خاص کرنے کی شرع میں کوئی سند نہیں اور بے سند خاص کرنا گناہ ہے پھر مسلمان محتاج کو چھوڑ کر بھنگی کو دینا یہ بھی شرع کا مقابلہ ہے کیونکہ شرع میں مسلمان کا حق زیادہ اور مقدم ہے پھر اکثر یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ اس صدقہ میں بیماری لپٹی ہوئی ہے اسواسطے گندے ناپاک لوگوں کو دینا چاہیئے کہ وہ سب آلا بلا کھا جائینگے سو یہ اعتقاد بھی بے سند ہے اور ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے اسواسطے خیرات کے اُن طریقوں کو چھوڑ سیدھا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے میسر کیا خواہ کوئی چیز ہو چپکے سے کسی محتاج کو سمجھ کر دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہونگے اور اسکی برکت سے بلا اور مصیبت کو دفع کر دینگے اس سے زیادہ سب فضول بکھیڑا بلکہ گناہ ہیں۔ ایک رواج یہ نکال رکھا ہے کہ گلگلے وغیرہ پکا کر عورتیں مسجد میں لے جا کر خاص محراب یا منبر پر رکھتی ہیں اور بعضی جگہ باجا بھی ساتھ ہوتا ہے باجے کا ہونا تو ظاہر ہے جیسا کچھ بُرا ہے باقی اور قیدیں بھی واہیات ہیں بلکہ خود عورتوں کا مسجد میں جانا ہی منع ہے جب نماز کے واسطے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا ہے تو یہ کام تو اسکے سامنے کچھ بھی نہیں بعضی ان میں جوان ہوتی ہیں بعضی زیور پہنے ہوتی ہیں بعضی چراغ ہاتھ میں لئے ہوتی ہیں کہ ہمارا منہ بھی دیکھ لو۔ اسی طرح بعضی عورتیں منت مانتی

کو یا دُعا کرنے کو یا سلام کرنے کو مسجد میں جاتی ہیں یہ سب باتیں خلافِ شرع ہیں سب سے توبہ کرنی چاہیئے جو کچھ دینا دلانا ہو یا دُعا کرنا ہو اپنے گھر میں بیٹھ کر کر لو۔

اُن رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں

اول، غسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کرتی ہیں کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا کہ مُردہ گھر سے نکلے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازے میں ہرگز دیر مت کرو۔

دوسرے، جنازے کے ساتھ کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں کہ قبر پر خیرات کر دیا جائے اسمیں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں اور جن کا پیشہ یہی ہے وہ لیجاتے ہیں ثواب کیلئے جو کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو بہت محتاج یا اپاہج یا آبرودار غریب یا دیندار نیک بخت ہوں۔

تیسرے، اکثر عادت ہے کہ مرنے کے بعد مُردے کے کپڑے جوڑے یا قرآن شریف وغیرہ نکال کر اللہ واسطے دے دیتی ہیں خوب سمجھ لو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شرع سے جتنے آدمیوں کو اسکی میراث کا حصہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مُردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں اور وہ سب چیزیں ان سب کے ساجھے کی ہو جاتی ہیں، پھر ایک یا دو شخصوں کو کب درست ہوگا کہ ساجھے کی چیز کسی کو دے دیں۔ اور اگر سب ساجھی اجازت بھی دے دیں لیکن کوئی اُن میں نابالغ ہو تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اور اسکی اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب ساجھی بالغ ہوں لیکن شرما شرمی اجازت دے دیں تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اسلئے جہاں ایسا موقع ہو تو اول وہ سب چیزیں کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھ کر شرع کے موافق آپس میں بانٹ لیں پھر ہر شخص کو اپنے حصہ کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دے دیں تو بدون بانٹے بھی دینا خرچ کرنا درست ہوگا۔

چوتھے، بعض مقرر تاریخوں پر یا اُن سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے اسکو تیجا، دسواں، چالیسواں کہتے ہیں اسمیں اول تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی نام کے واسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے جب نیت ہی نہ ہوئی تو ثواب تو کیا ہوتا اور اُلٹا گناہ اور وبال ہے۔ بعضی جگہ قرض لے کر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں اور سب جانتی ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کے لئے قرضدار بننا خود بُری بات ہے اور اتنی پابندی کرنا کہ شرع کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے یہ بھی گناہ ہے۔ اور اکثر یہ رسمیں مُردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی ساجھا ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں، تو گناہ کے کاموں میں تو اور زیادہ بُرا ہوگا۔ البتہ اپنے مال میں سے جو کچھ توفیق ہو

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

غریبوں کو پوشیدہ کر کے دے دو۔ ایسی خیرات خدائے تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بعض لوگ خاصکر کے مسجدوں میں ... چاول بھی بھیجتے ہیں، بعضے تیل ضرور بھیجتے ہیں، بعضے بچوں کے مرنے کے بعد دودھ بھیجتے ہیں کہ وہ بچہ دودھ پیا کرتا تھا۔ ان قیدوں کی کوئی سند شرع میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشنا بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ کو شرع میں بدعت کہتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور وہ دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ بعضی یوں سمجھتی ہیں کہ ان تاریخوں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مُردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ اس بات کی بھی شرع میں کچھ اصل نہیں، اُنکو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مُردے کو پہنچایا جاتا ہے اسکو خود اُسکے ٹھکانے پہنچ جاتا ہے پھر اسکو کون ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر مُردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا، اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اسکو فرشتے کیوں چھوڑ دینگے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے۔ اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا۔ جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے۔

پانچویں۔ میّت کے گھر میں عورتیں کئی بار اکٹھی ہوتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم اسکے درد شریک ہیں لیکن وہاں پہنچ کر بعضی تو پان چھالیا کھانے کے شغل میں لگ جاتی ہیں۔ اگر پان چھالیا میں ذرا دیر یا کمی ہو جائے تو ساری عمر گاتی پھریں کہ فلانے کے گھر پان کا ٹکڑا نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعضی وہاں کھانا بھی کھاتی ہیں، چاہے اپنا گھر کتنا ہی نزدیک ہو لیکن خواہ مخواہ میّت کے گھر جا کر پڑ رہتی ہیں اور بعضی تو مہینے مہینے بھر رہتی ہیں۔ بھلا بتاؤ یہ عورتیں درد شریک ہونے آئی ہیں یا خود اور دل پر اپنا درد ڈالنے آئی ہیں۔ ایسی بیہودہ عورتوں کی وجہ سے گھروالوں کو اس قدر تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، ایک تو اس پر مصیبت تھی ہی دوسری یہ اس سے بڑھ کر مصیبت آ پڑی۔ وہی مثل ہوگئی، سر پیٹنا گھر لٹنا۔ بعضی ان میں مُردے کا نام تک نہیں لیتیں، بلکہ دو دو چار چار جمع ہو کر بیٹھتی ہیں اور دنیا جہان کے قصے وہاں بیان کیے جاتے ہیں بلکہ ہنستی ہیں خوش ہوتی ہیں، کپڑے ایسے بھڑکدار پہن کر آتی ہیں جیسے کسی شادی میں شریک ہونے چلی ہیں، بھلا ان بیہودیوں کے آنے سے کونسا فائدہ دین یا دنیا کا ہوا۔ بعضی جو سچ مچ خیرخواہ کہلاتی ہیں کچھ درد میں بھی شریک ہوتی ہیں مگر جو اصل طریقہ درد میں شریک ہونے کا ہے کہ آ کر مُردے والوں کو تسلی دے صبر دلائے اُنکے دل کو تھامے اس طریقہ سے کوئی شریک نہیں ہوتی بلکہ اور اُوپر سے گلے لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں بعضی تو یوں ہی جھوٹ موٹ منہ بناتی ہیں آنکھوں میں آنسو تک نہیں ہوتا اور بعضی اپنے گڑے مُردوں کو یاد کر کے خواہ مخواہ کا احسان گھروالوں پر رکھتی ہیں اور جو صدقِ دل سے بھی روتی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں کیونکہ اول تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے، اور دوسرے

اُن کے رونے سے گھروالوں کا دل اور بھر آتا ہے اور زخم پر نمک چھڑکا جاتا ہے زیادہ بیتاب ہو کر بگڑ بگڑ کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آچلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے تو ان عورتوں نے بجائے صبر دلانے کے اور اُلٹی بے صبری بڑھا دی۔ پھر اُن کے آنے کا فائدہ کیا ہوا۔ سچ بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم بٹانے کو کوئی نہیں آتا بلکہ اپنے اُوپر سے الزام اُتارنے کو جمع ہوتی ہیں بھلا جب عورتوں کے جمع ہونے میں اتنی خرابیاں ہوں ایسا جمع ہونا کب درست ہوگا۔ ان میں بعضی دُور کی آئی ہوئی مہمان ہوتی ہیں بہلیوں میں چڑھ چڑھ کر آتی ہیں اور کئی کئی روز تک رہتی ہیں، اور گھاس دانہ بہلیوں کا اور اپنی آؤ بھگت کا سارا بوجھ گھروالوں پر ڈالتی ہیں، چاہے مُردے والوں پر کیسی ہی مصیبت ہو، چاہے اُن کے گھر کھانے کو بھی نہ ہو لیکن اُن کے لئے سارے تکلف کرنا ضرور، حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ مہمان کو چاہیئے کہ گھروالوں کو تنگ نہ کرے، اس سے زیادہ اور تنگ کرنا کیا ہوگا پھر بعضوں کے ساتھ بچوں کی دھاڑ ہوتی ہے اور وہ چار چار وقت آٹھ آٹھ وقت کھانے کو کہتے ہیں۔ کوئی گھی شکر کی فرمائش کر رہا ہے۔ کوئی دودھ کے واسطے مچل رہا ہے۔ اور اس سب کا بندوبست گھروالوں کو کرنا پڑتا ہے اور مدتوں تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے خاصکر عورت اگر بیوہ ہو جائے تو ایک چڑھائی تو تازہ موت کے زمانے میں ہوئی تھی، دوسری ویسی ہی چڑھائی عدت گذرنے پر ہوتی ہے جس کا نام چھ ماہی رکھا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ عدت سے نکالنے کے لئے آئی ہیں۔ اُن سے کوئی پوچھے کہ عدت کوئی کوٹھڑی ہے جس میں سے بیوہ کو ہاتھ پاؤں پکڑ کر نکالیں گی۔ جب چار مہینے دس دن گذر گئے عدت سے نکل گئی، اور اگر اسکو حمل تھا تو جب بچہ پیدا ہو گیا عدت ختم ہوگئی اسکے لئے اس واہیات کی کون ضرورت ہے کہ سارا جہان اکٹھا ہو پھر اس سارے طوفان کا خرچ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مُردے کے مال سے کیا جاتا ہے جس میں سب وارثوں کا ساجھا ہوتا ہے بعضے تو اُن میں پردیس میں ہوتے ہیں اُن سے اجازت حاصل نہیں کی جاتی اور بعضے نابالغ ہوتے ہیں اُن کی اجازت کا شرع میں اعتبار نہیں یاد رکھو کہ جس نے خرچ کیا ہے سارا اسی کے ذمہ پڑے گا اور سب وارثوں کا حق پورا پورا دینا پڑے گا۔ اور اگر کوئی بہانہ لائے کہ میرا حصہ ان خرچوں کے لئے کافی نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سب کا حصہ بھی کافی نہ ہو تو کیا کرو گی، کیا پڑوسیوں کی چوری درست ہو جائے گی۔ غرض اس طوفان میں خرچ کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں اور یہ خرچ ہوا آنے والیوں کی بدولت اسلئے وہ بھی گنہگار ہوتی ہیں اسلئے یہ چاہیئے کہ جو مرد و عورت پاس ہیں وہ کھڑے کھڑے آئیں اور صبر و تسلی دے کر چلے جائیں پھر دوبارہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں اسی طرح تاریخ مقرر کرنا بھی واہیات ہے جس کا جب موقع ہوا آگیا۔ اور جو دُور رہتے ہیں اگر یہ سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے مصیبت زدوں کی تسلی نہ ہوگی تو آنے کا کچھ ڈر نہیں۔ لیکن گاڑی وغیرہ کا کرایہ اپنے پاس سے کرنا چاہیئے۔ اور اگر محض الزام اُتارنے کو آتی ہیں تو ہرگز نہ آئیں، خط سے تعزیت ادا کریں۔

چھٹے۔ دستور ہے کہ میّت والوں کے لئے اول تو اُن کے نزدیک کے رشتہ دار کے گھر سے کھانا آتا ہے، یہ بات بہت اچھی

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہے لیکن اس میں بھی لوگوں نے کچھ خرابیاں کر لی ہیں اُن سے بچنا واجب ہے، اوّل تو اسمیں ادلے بدلے کا خیال ہونے لگا ہے کہ فلانے نے ہمارے یہاں بھیجا تھا ہم اُن کے گھر بھیجیں۔ پھر اس کا اس قدر خیال ہے کہ اگر اپنے پاس گنجائش نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص خوشی سے چاہے کہ میں بھیجدوں مگر یہ شخص بیڈھب ضد کرے گا کہ نہیں ہمارے ہی یہاں سے جائیگا اور اسکی وجہ ننہ یہی ہے کہ ہم نہ بھیجیں گے تو ہم پر طعن ہوگا کہ کھا تو لیا تھا لیکن بدلا نہیں دیا گیا۔ اور ایسی پابندی اوّل تو خود منع ہے پھر اسکے لئے کبھی قرض بھی لینا پڑتا ہے۔ اسلئے اس پابندی کو چھوڑ دیں جس رشتہ دار کو توفیق ہوئی بھیج دیا۔ اسی طرح یہ پابندی بھی بڑی بُری ہے کہ نزدیک کے رشتہ دار رہتے ہوئے دُور کا رشتہ دار کیوں بھیجے۔ اسکے لئے مرتے مارتے ہیں اسکی وجہ بھی وہی بدنامی کا ڈر ہے تو اس پابندی کو بھی چھوڑ دیں ایک خرابی اس میں یہ کر لی ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ اور میت کے گھر دُور دُور کے علاقہ دار کھانے کے واسطے جم کر بیٹھ جاتے ہیں یہ کھانا صرف اُن لوگوں کو کھانا چاہیئے جو غم اور مصیبت کے غلبہ میں اپنا چولھا نہیں جھونک سکتے اور جن کے گھر سب نے کھانا پکایا ہے وہ اس کھانے سے کیوں کھاتی ہیں اپنے گھر جا کر کھائیں یا اپنے گھر سے منگالیں۔ ایک خرابی یہ کرتی ہیں کہ بعضی اس کھانے میں بھی تکلف کا سامان کرتی ہیں یہ بھی چھوڑ دینا چاہیئے جو وقت پر آسانی سے ہو گیا مختصر سا تیار کر کے میت والوں کے واسطے بھیج دیا۔

ساتویں، بعضی عورتیں ایک یا دو حافظوں کو بٹھا کے قرآن مجید پڑھواتی ہیں کہ مُردے کو ثواب بخشا جائے۔ بعضی جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسہ یا چنے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں اُن کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب ان ہی کو کچھ نہیں ملا تو مُردے کو کیا بخشیں گے وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے۔ بعضے آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلہ اُتارنے کو پڑھتے ہیں یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی اسکا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص محض خدا کے واسطے بدُون لالچ اور لحاظ کے پڑھدے نہ جگہ ٹھیرا دے نہ تاریخ ٹھیرا دے اسکا ثواب بیشک پہنچتا ہے۔

رمضان شریف کی بعضی رسموں کا بیان

ایک یہ کہ بعضی عورتیں رمضان شریف میں حافظ کو گھر کے اندر بُلا کر تراویح میں قرآن مجید سنا کرتی ہیں اگر یہ حافظ یا کوئی محرم مرد ہو اور گھر ہی کی عورتیں سن لیا کریں اور یہ حافظ فرض نماز مسجد میں پڑھ کر فقط تراویح کے واسطے گھر میں آجایا کرے تو کچھ ڈر نہیں لیکن آجکل اسمیں بھی بہت سی بے احتیاطیاں کر رکھی ہیں۔

اوّل، بعض جگہ نامحرم حافظ گھر میں بُلایا جاتا ہے اور اگرچہ نام چارے کو کپڑوں کا پردہ ہوتا ہے لیکن عورتیں چونکہ بے احتیاط زیادہ ہوتی ہیں اسواسطے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو حافظ جی سے باتیں شروع کر دیتی ہیں یا آپس ہی میں خوب پکار پکار کر بولتی ہیں

اور حافظ جی سنتے ہیں بھلا بدون لاچاری کے اپنی آواز نامحرم کو سنانا کب درست ہے۔

دوسرے، جو شخص قرآن مجید سناتا ہے جہاں تک ہو سکتا ہے خوب آواز بنا کر پڑھتا ہے بعضے شخص کی لَے ایسی اچھی ہوتی ہے کہ ضرور سننے والے کا دل اسکی طرف ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نامحرم مردوں کی لَے عورتوں کے کان میں پہنچنا کتنی بُری بات ہے۔

تیسرے، محلہ بھر کی عورتیں روز کے روز اکھٹی ہوتی ہیں اوّل تو عورت کو بدُون لاچاری کے گھر سے باہر پاؤں نکالنا منع ہے اور یہ کوئی ناچاری نہیں کیونکہ ان کو شرع میں کوئی تاکید نہیں آئی کہ تراویح جماعت سے پڑھا کرو۔ پھر نکلنا بھی روز روز کا اور زیادہ بُرا ہے پھر لوٹنے کا وقت ایسا بے موقع ہوتا ہے کہ رات زیادہ ہو جاتی ہے۔ گلیاں کوچے بالکل خالی سنسان ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں خدا نہ کرے اگر مال یا آبرو کا نقصان ہو جائے تو تعجب نہیں خواہ مخواہ اپنے کو خلجان میں ڈالنا عقل کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے خاصکر بعضی عورتیں تو گڑے چھڑے وغیرہ پہن کر گلیوں میں چلتی ہیں تو اور بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ ایک دستور رمضان شریف میں یہ ہے کہ چودھویں روزے کو خاص سامان کھانے وغیرہ کا کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب کی بات سمجھتی ہیں شرع میں جس بات کو ثواب نہ کہا ہو اسکو ثواب سمجھنا خود گناہ ہے اسواسطے اسکو بھی چھوڑنا چاہیئے۔ ایک دستور یہ ہے کہ بچہ جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کیسا ہی غریب ہو لیکن قرض لیکے بھیک مانگ کر روزہ کشائی کا بکھیڑا ضرور ہوگا۔ جو بات شرع میں ضرور نہ ہو اسکو ضرور سمجھنا بھی گناہ ہے اسواسطے اس پابندی چھوڑ دینا چاہیئے۔

عید کی رسموں کا بیان

ایک تو سوتیاں پکانے کو بہت ضروری سمجھتی ہیں شرع سے یہ ضروری بات نہیں اگر دل چاہے پکالو مگر اسمیں ثواب مت سمجھو۔ دوسرے رشتہ داروں کے بچوں کو دینا لینا یا رشتہ داروں کے گھر کھانا بھیجنا پھر اس میں اَدلا بدلا رکھنا اور نہوت میں قرض لے کر کرنا یہ پابندی فضول بھی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے اسلئے یہ سب قیدیں چھوڑ دیں۔

بقر عید کی رسموں کا بیان

دینا لینا یہاں بھی عید کا سا ہے جیسا اسکا حکم ابھی پڑھا ہے وہی اسکا حکم بھی ہے۔

دوسرے، اس میں بہت سے آدمیوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور قربانی نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے۔

تیسرے، قربانی میں اپنی طرف سے یہ بات گھڑ رکھی ہے کہ سری سقّے کا حق ہے اور پائے نائی کا حق ہے یہ بھی واہیات اور

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

خلافِ شرع پابندی ہے ہاں اپنی خوشی سے جس کو چاہے دے دو۔

ذیقعدہ اور صفر کی رسموں کا بیان

جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی کا چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں یہ اعتقاد بھی گناہ ہے توبہ کرنا چاہیے اور صفر کو تیرہ تیزی کہتی ہیں۔ اور اس مہینے کو نامبارک جانتی ہیں اور بعضی جگہ تیرھویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اسکی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں توبہ کرو۔

ربیع الاوّل یا اور کسی وقت میں مولد شریف کا بیان

بعضی جگہ عورتوں میں بھی مولد شریف ہوتا ہے اور جس طرح آجکل ہوتا ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں۔

۱۔ اگر عورت پڑھنے والی ہے تو اکثر اسکی آواز باہر دروازے میں جاتی ہے۔ نامحرموں کو آواز سنانا بُرا ہے۔ خاصکر شعر خوش آوازی سے پڑھنے کی آواز میں زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔

۲۔ اگر مرد پڑھنے والا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ وہ مرد سب عورتوں کا محرم نہ ہوگا۔ بہت سی عورتوں کا نامحرم ہوگا۔ اگر اس نے شعر اشعار خوش آوازی سے پڑھے جیسا آجکل دستور ہے تو عورتوں نے مرد کا گانا سنا یہ بھی منع ہے۔

۳۔ روایتیں اور کتابیں مولد کے بیان کی اکثر غلط روایتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا پڑھنا اور سننا سب گناہ ہے۔

۴۔ بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اسکا یقین کرنا گناہ ہے اور بعضے یہ اعتقاد نہیں رکھتے لیکن کھڑے ہونے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو کھڑا نہ ہو اسکو بُرا بھلا کہتے ہیں اور خود اُن سے کہو کہ جب شرع میں کھڑا ہونا ضروری نہیں تو آج جو مولد ہوگا اس میں کھڑے مت ہونا تو کبھی اُن کا دل گوارا نہ کرے اور یوں سمجھیں کہ جب کھڑے نہ ہوئے تو مولد ہی نہیں ہوا۔ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اسکو ضروری سمجھنا یہ بھی گناہ ہے۔

۵۔ مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنے کی ایسی پابندی ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتی۔ اور ناغہ کرنے میں بدنامی اور حضرت کی ناخوشی سمجھتی ہیں جو چیز شرع میں ضروری نہیں اسکی ایسی پابندی کرنا یہ بھی بُرا ہے۔

۶۔ اسکے سامان میں یا پڑھتے پڑھتے دیر لگ گئی، یا مٹھائی بانٹنے میں اکثر نماز کا وقت تنگ ہو جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے۔

۷۔ اگر کسی کا عقیدہ بھی خراب ہو اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہو

جاتی ہے اور جس بات سے جاہلوں کے بگڑنے کا ڈر ہو اور وہ چیز شرع میں ضرور کرنے کی نہ ہو تو ایسی بات کو چھوڑ دینا چاہیے اس لیے رواج کے موافق اس عمل کو نہ کرے بلکہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھنے کا شوق ہو کوئی معتبر کتاب لے کر خود پڑھ لے یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے ملانے آ گئے ہوں انکو بھی سنا دے۔ اور اگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو کسی چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو۔ دوسرے وقت مساکین کو دے کر یا کھلا کر بخش دے، نیک کام کو کوئی منع نہیں کرتا۔ مگر بے ڈھنگا پن بُرا ہے۔

رجب کی رسموں کا بیان

اسکو عام لوگ مریم روزہ کا چاند کہتے ہیں اور اسکی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے شرع میں اسکی کوئی قوی اصل نہیں۔ اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے خدائے تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے بعضی جگہ اس مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں۔ یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے۔ شرع میں اسکا کوئی حکم نہیں نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے۔ اسواسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔

شبِ برات کا حلوہ، اور محرم کا کھچڑا اور شربت

شب برات کی اتنی اصل ہے کہ پندرھویں رات اور پندرھواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور برکت کا ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو جاگنے کی اور اسدن کو روزہ رکھنے کی رغبت دلائی ہے اور اس رات میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لیجا کر مُردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے۔ تو اگر اس تاریخ میں مُردوں کو کچھ بخشش دیا کرے چاہے قرآن شریف پڑھ کر چاہے کھانا کھلا کر، چاہے نقد دے کر، چاہے ویسے ہی دعائے بخشش کر دے تو یہ طریقہ سنت کے موافق ہے۔ اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کر رہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے اور اس طریقے سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندی سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب واہیات ہیں سب باتوں کی بُرائی اوپر بھی پڑھ چکی ہو اور یہ بھی سُن چکی ہو کہ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اسکو ضروری سمجھنا یا حد سے زیادہ پابند ہو جانا بُری بات ہے۔ اسی طرح محرم کی رسموں کو سمجھ لو۔ شرع میں صرف اتنی اصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر خوب کھانے پینے کی فراغت رکھے سال بھر تک اسکی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ سو جب اتنا کھانا گھر میں پکے تو اس میں سے اللہ کے واسطے بھی محتاجوں غریبوں کو دے دے تو کیا ڈر ہے۔ اس سے زیادہ جو بکھیڑے کرتی ہیں اس میں اسی طرح کی بُرائیاں ہیں جیسا اوپر سُن چکی ہو۔ اس سے بڑھ کر شربت تقسیم کرنے کی رسم ہے اپنے گمان میں

Download more useful free books visit http://pdfbooksfree.blogspot.com

کربلا کے پیاسے شہیدوں کو ثواب بخشتی ہیں۔ تو یاد رکھو کہ شہیدوں کو شربت نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچ سکتا ہے اور ثواب میں ٹھنڈا شربت اور گرم گرم کھانا سب برابر ہے۔ پھر شربت کی پابندی میں سوا غلط عقیدے کے کہ ان کو پیاس سمجھے گی اور کیا بات ہے ایسا غلط عقیدہ خود گناہ ہے۔ اور بعضے جاہل شب برات میں آتشبازی اور محرم میں تعزیہ کا سامان کرتے ہیں آتشبازی کی بُرائی پہلے باب میں لکھ دی ہے۔ اور تعزیہ کی بُرائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اسکے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔ اس پر چیز چڑھاوا چڑھاتے ہیں اسکے سامنے سر جھکاتے ہیں اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں وہاں مرثیے پڑھتے ہیں رُوتے چلاتے ہیں اسکے ساتھ باجے بجاتے ہیں اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں مرد و عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں برباد کرتے ہیں ان باتوں کی بُرائی کون نہیں جانتا۔ بعضے آدمی اور بکھیڑے نہیں کرتے مگر شہادت نامہ پڑھا کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں جب بھی۔ چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سنکر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کر کے رونا درست نہیں اسواسطے اسطرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کر کے رنگ پڑیا چھوڑ دینا اور سوگ اور ماتم کی وضع بنانا اپنے بچوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

تبرکات کی زیارت کے وقت اکٹھا ہونا!

کہیں کہیں جُبہ شریف یا موئے شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے اسکی زیارت کے لئے بازاسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا اُن لوگوں کو گھروں میں بُلا کر زیارت کرتے ہیں اور زیارت کرنے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اوّل تو ہر جگہ اُن تبرکات کی سند نہیں اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں بعضی خرابیاں وہاں بیان کر دی ہیں جہاں شادی میں عورتوں کے جمع ہونے کا ذکر لکھا ہے۔ پھر شور و غل اور بے پردگی اور کہیں کہیں زیارت والوں کا گانا جس کو سب عورتیں سنتی ہیں۔ یہ سب ہر شخص جانتا ہے کہ بُری باتیں ہیں ہاں اگر اکیلے میں زیارت کر لے اور زیارت کے وقت کوئی خلاف شرع بات نہ کرے تو درست ہے، اور رسموں کا پورا حال "اصلاح الرسوم" ایک کتاب ہے، اسمیں لکھ دیا ہے۔ ہم اسجگہ صرف تم کو ایک گُر بتلائے دیتے ہیں اسکا خیال رکھو گی تو سب رسموں کا حال معلوم ہو جائے گا اور کبھی دھوکا نہ ہوگا۔ وہ گُر یہ ہے کہ جس بات کو شرع نے ناجائز کہا ہو اسکو جائز سمجھنا گناہ ہے اور جس کو جائز بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اسکو ضروری سمجھ کر پابندی کرنا یا نام کمانے کو کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح جس کام کو شرع نے ثواب نہیں بتلایا اسکو ثواب سمجھنا گناہ ہے اور جس کو ثواب بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اسکو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔ اور جو ضرور نہ سمجھے مگر خلقت کے طعن کے خوف سے اسکے چھوڑنے کو بُرا سمجھے یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو منحوس جاننا گناہ ہے۔ اسی طرح بدون شرع کی سند کے کوئی بات تراشنا اور اس کا یقین کر لینا گناہ ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا کسی سے دُعا مانگنا یا اُن کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بچاوے۔